

''مؤمل بن اسماعیل'' کی پچیس (۲۵) محدثین سے توثیق
اوراقوال جرح کا جائزہ

إثبات الدليل
على توثيق
مؤمل بن إسماعيل



از
ابو الفوزان کفایت اللہ السنابلی
داعی اسلامک انفارمیشن سنیٹر، ممبئی۔



ناشر
اسلامک انفارمیشن سینٹر، ممبئی



Islamic Information Centre

Gala No.6, Swastik Chambers, Below Kurla Nursing Home, Pipe Road, Kurla (W), Mumbai - 400070

اِثبات الدلیل علی توثیق مؤمل بن اسماعیل

مؤمل بن إسماعيل القرشي العدوي أبو عبد الرحمن البصري.

آپ امام سفیان ثوری وغیرہ کے شاگرد ہیں اور امام احمد، امام علی بن مدینی اور امام اسحاق بن راہویہ وغیرہ کے استاذ ہیں۔ آپ کی احادیث بخاری (شواہد)، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں مروی ہیں۔[1]

درج ذیل اقوال سے تضعیف ثابت نہیں ہوتی:

1 امام ابن معین رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۳) نے کہا:

"يحدث من حفظه زيادة"[2]

"یہ اپنے حافظہ سے اضافہ بیان کرتے ہیں۔"

امام ابن معین رحمہ اللہ کا یہ کلام پیش کر کے مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب حنفی نے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ مومل ضعیف ہے۔[3]

عرض ہے کہ اس جملے سے راوی کی تضعیف ثابت نہیں ہوتی، بلکہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض اوقات ان کو وہم ہو جاتا تھا اور محض اس بنا پر کوئی راوی ضعیف نہیں ہو جاتا۔ نیز امام ابن معین کے اس قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مومل زیادہ غلطی کرنے والے نہیں، بلکہ بسا اوقات اُن سے غلطی ہو جاتی تھی۔ گویا ابن معین کا موقف

[1] دیکھیں: تهذيب الكمال للمزي (٢٩/ ١٧٦)

[2] سؤالات ابن الجنيد لابن معين، ت الأزهري (ص: ٢٠٢)

[3] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۳۹)

ان لوگوں کے خلاف ہے، جنھوں نے مومل کو زیادہ غلطی کرنے والا کہا ہے۔

واضح رہے کہ ایک روایت "عن ابن طاؤس، عن أبيه" میں مؤمل نے صحابی ''ابن عباس رضی اللہ عنہما'' کا اضافہ بیان کر دیا، جس پر امام ابن معین رحمہ اللہ نے کہا:

"إنما هو عن ابن طاؤس، عن أبيه، مرسل"[1]

''یہ ابن طاؤس عن ابیہ ہے، یعنی مرسل ہے۔''

اس کے بعد کہا کہ مومل اپنے حافظے سے اضافہ بیان کرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ایک روایت "يحيىٰ بن أبي كثير، عن المهاجر بن عكرمة" میں امام ابوحنیفہ نے صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اضافہ بیان کیا تو امام دارقطنی نے کہا:

"ورواه أبو حنيفة، عن شيبان، فقال: عن يحيى بن أبي كثير، عن المهاجر بن عكرمة، عن أبي هريرة. والصواب مرسل"[2]

''اسے ابو حنیفہ نے شیبان کے طریق سے بیان کرتے ہوئے کہا: "عن يحيىٰ بن أبي كثير، عن المهاجر بن عكرمة، عن أبي هريرة" اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ مرسل ہے۔''

تو کیا امام ابوحنیفہ کی اس غلطی کو بھی اُن کے ضعیف ہونے کی دلیل سمجھ لیا جائے؟

الغرض امام ابن معین کا مذکورہ بالا کلام مومل کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے اور اس کی زبردست دلیل یہ ہے کہ خود امام ابن معین رحمہ اللہ نے مومل کو صراحتاً ثقہ کہا ہے۔ كما سيأتي۔ بلکہ سفیان ثوری سے روایت میں بھی مومل کو ثقہ کہا ہے۔ كما سيأتي.

2 امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۴۱) نے کہا:

---

[1] سؤالات ابن الجنيد لابن معين، ت الأزهري (ص: ۲۰۲)

[2] العلل للدارقطني، ت محفوظ السلفي (۹/ ۲۷۷)

"مؤمل كان يخطىء"[1] "مؤمل غلطی کرتے تھے۔"

عرض ہے کہ غلطیاں ثقہ رواۃ سے بھی ہوتی ہیں، اس لیے محض غلطی کرنے کی وجہ سے کسی کو ضعیف نہیں کہہ سکتے، بلکہ ضعیف کہنے کے لیے ضروری ہے کہ راوی کی بہ کثرت غلطیاں ثابت ہوں۔

3 امام ابو داود رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۷۵) سے ابو عبید نے نقل کرتے ہوئے کہا:

"سألت أبا داود عن مؤمل بن إسماعيل، فعظمه، ورفع من شأنه إلا أنه يهم في الشيئ"[2]

"میں نے امام ابو داود سے مومل کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اس راوی کی عظمتِ شان کو بیان کیا اور کہا: لیکن یہ بعض چیزوں میں غلطی کرتے ہیں۔"

عرض ہے کہ امام ابو داود رحمہ اللہ نے بھی محض بعض چیزوں میں انھیں غلطی کرنے والا کہا ہے، یعنی ان کی غلطیاں امام ابو داود کے نزدیک کم ہیں اور ان کے ہاں مومل کی عظمتِ شان بھی مسلم ہے۔

4 امام یعقوب بن سفیان الفسوی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۷۷) نے کہا:

"ومؤمل بن إسماعيل سني شيخ جليل، سمعت سليمان ابن حرب يحسن الثناء عليه، يقول: كان مشيختنا يعرفون له، ويوصون به، إلَّا أن حديثه لا يشبه حديث أصحابه، حتى ربما قَال: كان لا يسعه أن يحدث، وقد يجب على أهل العلم أن يقفوا عن حديثه، ويتخففوا من الرواية عنه؛

[1] علل أحمد رواية المروذي (ص: ٦٠)

[2] تهذيب الكمال للمزي (٢٩/ ١٧٨)

فإنه منكر، يروي المناكير عن ثقات شيوخنا، وهذا أشد، فلو كانت هذه المناكير عن ضعاف، لكنا نجعل له عذرًا"[1]

''مومل بن اسماعیل سنی اور جلیل القدر شیخ تھے۔ میں نے سلیمان بن حرب کو ان کی عمدہ تعریف کرتے ہوئے سنا۔ آپ کہتے تھے: ہمارے مشایخ انھیں جانتے تھے اور ان سے طلبِ علم کا مشورہ دیتے تھے، مگر اُن کی حدیث ان کے دیگر ساتھیوں جیسی نہیں ہے، حتیٰ کہ آپ نے بعض دفعہ کہا: آپ کے لیے حدیث بیان کرنا مناسب نہ تھا۔ اہلِ علم پر واجب ہے کہ ان سے حدیث لینے میں محتاط رہیں اور ان سے بہت کم روایت کریں، کیوں کہ یہ منکر ہیں اور ہمارے ثقہ مشائخ سے مناکیر بیان کرتے ہیں، جو بہت بڑی بات ہے، کیوں کہ اگر یہ مناکیر ضعیف رواۃ سے بیان کی جاتیں تو ہم مومل کو معذور سمجھتے۔''

اس قول میں سلیمان بن حرب نے مومل کو منکر کہنے کی وجہ، یعنی ان پر جرح کا سبب یہ بتلایا ہے کہ "يروي المناكير" (وہ منکر روایات بیان کرتے ہیں)، لیکن اس بنیاد پر کسی کو منکر نہیں کہا جاسکتا، کیوں کہ مناکیر روایت کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ روایت کرنے والا ہی اس کا ذمے دار ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸) نے کہا:

"قلت: ما كل من روى المناكير يضعف"[2]

''میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے کہ ہر وہ شخص جو منکر روایات بیان کرے، اسے ضعیف قرار دیا جائے گا۔''

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی (المتوفی: ۱۳۰۴) نے کہا:

---

[1] المعرفة والتاريخ للفسوي (٣/ ٥٢)

[2] ميزان الاعتدال للذهبي (١/ ١١٨)

"بين قولهم: هذا الراوي منكر الحديث، وبين قولهم: يروي المناكير، فرق"[1]

محدثین کے قول "یہ راوی منکر الحدیث ہے" میں اور ان کے قول یہ "منکر احادیث بیان کرتا ہے" میں فرق ہے۔"

مولانا لکھنوی آگے لکھتے ہیں:

"وَكَذَا لَا تَظن من قَوْلهم: فلَان روى الْمَنَاكِير اَوْ حَدِيثه هَذَا مُنكر، ونحو ذلك أنه ضعيف"[2]

"اسی طرح محدثین کے قول "فلاں نے منکر روایات بیان کی ہیں" یا "اس کی یہ حدیث منکر ہے" یا اس جیسے الفاظ سے یہ ہرگز نہ سمجھو کہ یہ راوی ضعیف ہے۔"

رہی یہ بات کہ مومل نے جن مشایخ سے منکر روایات بیان کی ہیں، وہ ثقہ تھے، تو بھی یہ ضروری نہیں ہے کہ ان اساتذہ سے اوپر کے رواۃ میں ضعف موجود نہ ہو۔

5 عبدالباقی بن قانع (المتوفی: ۳۵۱) نے کہا:

"صالح يخطئ"[3] "ابن قانع نے کہا: یہ صالح ہے، غلطی کرتا ہے۔"

عرض ہے کہ اس قول میں بھی صرف غلطی کرنے کی بات ہے اور محض غلطی کرنے سے کوئی راوی ضعیف نہیں ہو جاتا، کیوں کہ بڑے بڑے ثقہ سے بھی غلطی ہو جاتی ہے۔

6 امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۵۴) نے کہا:

---

[1] الرفع والتكميل (ص: ۲۰۰)

[2] الرفع والتكميل (ص: ۲۰۱)

[3] تهذيب التهذيب لابن حجر (۱۰/ ۳۳۹) و ابن حجر ينقل من كتابه.

”ربما أخطأ“[1] ”یہ کبھی کبھار غلطی کرتے تھے۔“

عرض ہے کہ کبھی کبھار غلطی کرنے سے کوئی راوی ضعیف نہیں ہوتا، جب تک اس کا کثرت سے غلطی کرنا ثابت نہ ہو۔

7 امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵) نے کہا:

”صدوق كثير الخطأ“[2] ”یہ سچے ہیں اور بہت غلطیاں کرنے والے ہیں۔“

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے اس قول سے بھی تضعیف ثابت نہیں ہوسکتی، کیوں کہ خود امام دارقطنی رحمہ اللہ نے مومل بن اسماعیل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا ہے:

”إسناد صحيح“[3] ”اس کی سند صحیح ہے۔“

اس سے پتا چلتا ہے کہ امام دارقطنی کے قول میں کثیر الخطأ سے مراد متعدد بار غلطی کرنا ہے یا غیر قادح غلطی کرنا ہے، کیوں کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ ان کی روایات کو صحیح بھی کہتے ہیں، لہٰذا ان دونوں طرزِ عمل میں تطبیق دینا ضروری ہے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اپنی ضعفاء والی کتاب میں مومل کا تذکرہ نہیں کیا۔

مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب حنفی نے ”أطراف الغرائب للدارقطني“ کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

”ولم يروه عنه غير مؤمل بن إسماعيل“[4]

مزید لکھا:

---

[1] الثقات لابن حبان ت ط العثمانية (۹/ ۱۸۷)

[2] سؤالات الحاكم للدارقطني (ص: ۲۷٦)

[3] سنن الدارقطني (۲/ ۱۸٦)

[4] أطراف ا لغرائب (رقم: ۱۳۵۱)

"تفرد به مؤمل بن إسماعيل عن الثوري"[1]

عرض ہے کہ اس کتاب میں غریب احادیث کا بیان ہے اور غریب حدیث اصولِ حدیث میں اسے کہتے ہیں جسے روایت کرنے میں کسی طبقے میں کوئی راوی منفرد ہو۔ لہٰذا جب کسی حدیث کو غریب کہا جائے گا تو لازمی طور پر کسی طبقے میں کسی راوی کا منفرد ہونا بتلایا جائے گا اور کسی حدیث کا محض غریب ہونا اس کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں، لہٰذا کسی راوی کی غریب حدیث کا تذکرہ اس کی تضعیف ہے ہی نہیں۔ اگر مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب یہی سمجھتے ہیں کہ کسی راوی کا غریب حدیث بیان کرنا اس کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے تو عرض ہے کہ اسی کتاب میں یہ عبارتیں بھی موجود ہیں:

❊ "تفرد به أبو حنيفة النعمان عنه"[2]

❊ "تفرد به أبو حنيفة النعمان بن ثابت عن حماد بن أبي سليمان"[3]

کیا خیال ہے؟ کیا یہ عبارتیں بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ضعیف ہونے کی دلیل ہیں؟

8 امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸) نے کہا:

"حافظ عالم يخطئ"[4] "یہ حافظ و عالم ہیں اور غلطی کرتے تھے۔"

عرض ہے کہ یہ بہت معمولی جرح ہے، اس میں صرف کبھی کبھار غلطی کرنے کی بات ہے۔ مولانا امیر علی لکھتے ہیں:

"والذهبي جعله قليل الخطأ حافظا، وذكر حديثا منكراً،

---

[1] أطراف الغرائب، رقم (١٣٥١) نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۱)

[2] أطراف الغرائب، رقم (٤٩٥٦)

[3] أطراف الغرائب، رقم (٢٠٤١)

[4] ميزان الاعتدال للذهبي (٤/ ٢٢٨)

حمله على عكرمة... الخ"[1]

''ذہبی رحمہ اللہ نے اسے حافظِ حدیث کہا اور فرمایا کہ اس سے کم خطائیں ہوئی ہیں۔ اس کی ایک حدیث منکر بھی انھوں نے ذکر کی ہے، مگر اس کی نکارت کا سبب عکرمہ رحمہ اللہ کو قرار دیا ہے۔''

نیز امام ذہبی نے مومل بن اسماعیل کو صراحتاً ثقہ قرار دیا ہے، جیسا کہ آگے اس کی تفصیل آرہی ہے، بلکہ امام ذہبی نے مومل کا ذکر اپنی کتاب "من تكلم فيه وهو موثق" میں کیا ہے۔[2]

اپنی اس کتاب میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایسے رواۃ کا تذکرہ کیا ہے، جس پر جرح ہوئی ہے، لیکن وہ ثقہ ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام ذہبی کی تحقیق میں مومل بن اسماعیل ثقہ ہیں اور اُن پر کی گئی جرح سے وہ ضعیف ثابت نہیں ہوتے۔

9 امام ہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۰۷) نے کہا:

"مؤمل بن إسماعيل وثقه ابن معين، وضعفه الجمهور"[3]

''مومل بن اسماعیل کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور جمہور نے ان کی تضعیف کی ہے۔''

عرض ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ کے اس جملے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی مومل بن اسماعیل ضعیف ہے، کیوں کہ یہاں امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اپنے الفاظ میں مومل پر جرح نہیں کی اور دوسرے مقامات پر اپنے الفاظ میں امام ہیثمی رحمہ اللہ نے مومل کو ثقہ کہا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ بلکہ امام ہیثمی رحمہ اللہ

---

[1] التعقيب (ص: ٥١٥) بحواله توضيح الأحكام (ص: ٥٥٨) از شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ
[2] دیکھیں: من تكلم فيه وهو موثق، ت: محمد شكور (ص: ١٨٣)
[3] مجمع الزوائد للهيثمي (٥/ ٦٣)

نے مومل پر کی گئی جروح کو غیر مضر قرار دیا ہے، جیسا کہ توثیق کی بحث میں تفصیل آ رہی ہے۔ نیز امام ہیثمی رحمہ اللہ کا یہ کہنا بھی محلِ نظر ہے کہ جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے۔

10 حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲) نے کہا:

"صدوق سيئ الحفظ"[1] "آپ سچے ہیں، برے حافظہ والے ہیں۔"

عرض ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک اس صیغے سے تضعیف مراد نہیں ہوتی، بلکہ ان کے نزدیک ایسا راوی حسن الحدیث ہوتا ہے۔[2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک دوسری کتاب میں کہا ہے:

"في حديثه عن الثوري ضعف"[3]

"سفیان ثوری سے مومل کی حدیث میں ضعف ہے۔"

عرض ہے کہ غالباً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ بات امام ابن معین کی طرف منسوب ایک قول کی بنیاد پر کہی ہے، چناں چہ ابن حجر رحمہ اللہ سے قبل اس طرح کی بات امام ابن معین سے ابن محرز نے نقل کی ہے۔[4]

لیکن ابن محرز مجہول الحال ہے، ان کی توثیق ملتی ہے نہ اُن کی تعریف ملتی ہے نہ اہلِ علم کی عبارتوں میں اُن کے لیے علمی القابات ملتے ہیں۔ البتہ انھوں نے امام ابن معین رحمہ اللہ وغیرہ سے علم کا ایک حصہ نقل کیا ہے، جو اُن کے عالم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے اُن کی روایات اگر ابن معین رحمہ اللہ کے دیگر ثقہ و معروف شاگردوں کی روایات کے برعکس نہ ہوں تو اُن سے احتجاج کیا جا سکتا ہے، لیکن ابن معین سے

---

[1] تقريب التهذيب لابن حجر، رقم (۷۰۲۹)

[2] دیکھیں: "یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ" (ص: ۶۷۳۔۶۷۴)

[3] فتح الباري لابن حجر (۹/ ۲۳۹)

[4] دیکھیں: معرفة الرجال لابن معين (۱/ ۱۱۴)

ان کی نقل کردہ ایسی روایت، جو ابن معین کے دیگر ثقہ اور مشہور و معروف شاگردوں کی نقل کردہ روایات کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں اُن کی روایت حجت نہیں ہوگی۔ سفیان ثوری سے مومل کی روایت میں ضعف والا قول نقل کرنے میں ابن محرز نہ صرف منفرد ہیں، بلکہ ان کی نقل کردہ یہ بات ابن معین کے دوسرے ثقہ اور مشہور و معروف شاگرد عثمان الدارمی رحمہ اللہ کی نقل کردہ روایت کے خلاف ہے، کیوں کہ عثمان الدارمی رحمہ اللہ نے اپنے استاذ امام ابن معین رحمہ اللہ سے سفیان ثوری کی روایت میں مومل کو ثقہ نقل کیا ہے، جس کی مکمل تفصیل آگے آرہی ہے۔

اگر ابن معین کا قول ثابت بھی مان لیں تو بھی اُن کے قول کا مطلب مطلق تضعیف نہیں، بلکہ صرف اعلیٰ درجے کی توثیق کی نفی ہے۔ كما سيأتي.

واضح رہے کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس قول میں بھی سفیان ثوری سے مومل کی روایت کی مطلق تضعیف نہیں کی، بلکہ صرف ضعف کی بات کہی ہے اور ضعف و تضعیف میں بڑا فرق ہے، ضعف سے صرف اعلی درجے کی توثیق کی نفی ہوتی ہے۔ تاہم یہ ضعف والی بات بھی درست نہیں۔ اس کی مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

درج ذیل اقوال ثابت نہیں ہیں:

11 امام مزی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۲) نے کہا:

''وقال البخاري: منكر الحديث''[1]

''امام بخاری نے کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے۔''

عرض ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے یہ قول ثابت نہیں، بلکہ امام مزی سے یہ قول نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ دراصل امام بخاری رحمہ اللہ نے ''مومل بن سعید بن یوسف'' کو ''منکر الحدیث'' کہا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب میں اس نام سے

[1] تهذيب الكمال للمزي (٢٩/ ١٧٨)

پہلے مومل بن اسماعیل کا تذکرہ ہے، چونکہ امام بخاری کی کتاب میں دونوں نام ایک ساتھ مذکور ہیں، اس لیے جلد بازی میں امام مزی سے چوک ہوگئی اور دوسرے راوی سے متعلق امام بخاری کی جرح کو پہلے راوی سے متعلق سمجھ لیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف منسوب اس جرح سے متعلق شیخ ابو الاشبال احمد شاغف حفظہ اللہ کا ایک تحقیقی مضمون ہے، جسے آگے پیش کیا جا رہا ہے۔

شیخ ابو الاشبال احمد شاغف بہاری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

مومل بن اسماعیل اس حدیث کے راوی ہیں، جس سے سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت ہوتا ہے، اُن کی یہ روایت صحیح ابن خزیمہ وغیرہ میں موجود ہے اور اس کی تائید مسند احمد کی صحیح روایت سے ہوتی ہے، نیز اسی مضمون کی سنن ابی داود میں ایک مرسل صحیح روایت بھی موجود ہے۔ مومل بن اسماعیل کا ترجمہ تہذیب الکمال، میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، التاریخ الکبیر للامام بخاری اور الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم وغیرہ میں موجود ہے۔

''چونکہ تہذیب الکمال للمزی، مقدسی کی ''الکمال'' سے ماخوذ ہے مع زیادات، اب معلوم نہیں کہ مقدسی نے اُن کے ترجمے میں کیا لکھا ہے''[1]، البتہ تہذیب الکمال، میزان الاعتدال اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام بخاری نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے اور امام بخاری جس راوی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں، اُن سے روایت لینا جائز نہیں، لہٰذا مخالفین کو موقع مل گیا اور انھوں نے اس روایت پر جرح کر دی کہ دیکھو یہ روایت قابلِ قبول نہیں۔ اس جرح کے باوجود مسلکِ اہلِ حدیث پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا، کیوں کہ اُن کے پاس اور صحیح روایتیں بھی موجود ہیں،

صرف اسی پر ان کا اعتماد نہیں، لیکن سرے سے یہ جرح تاریخ الکبیر وغیرہ امام بخاری کی تصنیفات میں موجود ہی نہیں ہے۔[1]

"تاريخ الكبير" (٨/ ٤٩) پر یہ عنوان ہے "باب مومل" اس عنوان کے تحت ترجمہ (رقم: ۲۱۰۷) کو دیکھیں، جو یوں مرقوم ہے:

"مؤمل بن إسماعيل أبو عبد الرحمن مولى آل عمر بن الخطاب القرشي، سمع الثوري و حماد بن سلمة، مات سنة خمس أو ست و مائتين، البصري، سكن مكة" انتهىٰ

اس ترجمے کے بعد مباشرۃ (۲۱۰۸) نمبر کے تحت مرقوم ہے:

"مؤمل بن سعيد بن يوسف أبو خراس الرجي الشامي، سمع أباه، سمع منه سليمان بن سلمة، منكر الحديث" انتهىٰ

معلوم ہوتا ہے کہ جس نے بھی "تاريخ الكبير" سے "منكر الحديث" کا لفظ نقل کیا ہے، اس سے چوک واقع ہوئی ہے اور اس نے مومل بن سعید سے منکر الحدیث کا لفظ اُٹھا کر مومل بن اسماعیل کے ساتھ نتھی کر دیا اور اس کے بعد آنے والوں نے تاریخ کبیر کی طرف مراجعت کیے بغیر اپنے قبل والوں پر اعتماد کرتے ہوئے مومل بن اسماعیل کے ترجمے میں یہ لفظ نقل کر دیا، یہاں تک کہ اس دورِ جہالت میں اس زور شور سے عمل ہونا شروع ہوگیا۔ حالاں کہ مومل بن اسماعیل کی روایت جامع ترمذی میں موجود ہے۔[2] امام ترمذی نے اس حدیث کے بعد لکھا ہے: "هذا

[1] الکمال میں علامہ مقدسی نے "مومل بن اسماعیل" کے بارے میں "منکر الحدیث" کی جرح نقل نہیں کی ہے۔ آگے ہم الکمال للمقدسی سے مومل بن اسماعیل والے صفحہ کا عکس پیش کر رہے ہیں۔

[2] دیکھیں: تحفة الأحوذي (١/ ٣١٩)

حديث حسن صحيح“

”یہ امام ترمذی، امام بخاری کے شاگرد ہیں۔ اپنی جامع کے اندر روات پر کلام کرتے ہوئے ”التاريخ الكبير“ سے بھر پور استفادہ کرتے ہیں، چنانچہ جامع کے آخر میں علل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وما كان فيه من ذكر العلل في الأحاديث والرجال والتاريخ فهو ما استخرجته من كتاب التاريخ، و أكثر ذلك ما ناظرت به محمد بن إسماعيل، ومنه ما ناظرت به عبد الله ابن عبد الرحمن و أبا زرعة، أكثر ذلك عن محمد، و أقل شيئ فيه عن عبد الله و أبي زرعة“[1]

اس عبارت میں ”من كتاب التاريخ“ سے تاریخِ کبیر مراد ہے۔

”پس معلوم ہوا کہ اگر امام بخاری کی تاریخ میں ”منکر الحدیث“ کا لفظ مومل بن اسماعیل کے ترجمے میں ہوتا تو امام ترمذی اسے ضرور نقل کرتے اور امام بخاری سے اس پر مناظرہ کرتے، لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔

”نیز ابن خزیمہ امام بخاری کے شاگرد ہوتے ہوئے اس راوی کی حدیث اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں اور اس کی طرف ادنیٰ اشارہ بھی نہیں کرتے۔

”ان باتوں کے علاوہ سب سے اہم بات یہ کہ امام ابن ابی حاتم نے اس راوی کا ذکر ”الجرح و التعديل“ میں کیا ہے اور وہ ”التاريخ الكبير“ کی غلطیوں کے تتبع میں معروف ہیں، اس سلسلے میں اُن کی ایک مستقل کتاب بھی ہے، لیکن اس کا ذکر نہ تو ”الجرح و التعديل“ میں کیا اور نہ اس مستقل کتاب میں لکھا، اس سے بھی واضح ہوا کہ اس لفظ

---

[1] تحفة الأحوذي (٤/ ٣٨٥)

کا وجود مومل کے ترجمے میں نہیں ہے۔

''ہاں مومل کی توثیق ہی اکثر محدثین سے ثابت ہے، مثلاً: اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن معین، ابن حبان، دارقطنی، ابن سعد اور ابن قانع وغیرہ سے۔ البتہ ابن راہویہ اور ابن معین کے علاوہ دوسروں نے، مثلاً: دارقطنی نے ''ثقة كثير الخطأ''، ابن سعد نے ''ثقة كثير الغلط'' اور ابن حبان نے ''ربما أخطا'' وغیرہ الفاظ استعمال کیے ہیں، اسی لیے حافظ نے ''التقریب'' میں جو اعدل قول اُن کے سلسلے میں کہا ہے، وہ ہے: ''صدوق سيئ الحفظ''۔ اب اُن کی روایت کردہ حدیث کو اگر دلیل قطعی سے ثابت کر دیا جائے کہ اس میں اُن سے خطا سرزد ہوئی ہے تو پھر وہ روایت قابلِ رد ہوگی، ورنہ قابلِ قبول ہے اور یہاں تو اُن کی اس روایت کی شاہد و متابع موجود ہے، لہٰذا یہ روایت قابلِ قبول ہے، البتہ اس حدیث کے مخالفین کے دل میں اُن سے بغض ضرور ہے، اس لیے وہ اُن کی اس صحیح روایت کو قبول کرنے کے بجائے رد ہی کرنے پر تلے ہیں۔

''ہماری اس گفتگو سے واضح ہوگیا کہ ان کے سلسلے میں امام بخاری کا یہ قول ''منکر الحدیث'' ثابت نہیں، بلکہ بعض ناقلین کی غلطیوں کا ثمرہ ہے۔

''بعض مخالفین نے اس حدیث کے عدمِ صحت کی دلیل یہ بھی دی ہے کہ مومل اس روایت کو سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں اور اُن کا مذہب ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھا جائے۔ اگر یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہوتی تو وہ اس کے خلاف عمل نہ کرتے۔ لیکن یہ عذر ہی سرے سے صحیح نہیں، بلکہ یہ عذرِ لنگ ہے، اس قسم کی مثالیں کتبِ احادیث میں موجود ہیں، مثلاً: امام مالک نے موطا میں ''وضع اليمين على الشمال''

کا باب منعقد کرنے کے بعد دو حدیثیں اس باب کے تحت لا کر اس مسئلے کو صحیح ثابت کر دیا ہے، لیکن اُن کا آخری عمل ''إرسال الیدین في الصلاۃ'' ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ان کو سزا دی گئی اور اُن کے شانے اُکھڑ گئے تو وہ ہاتھ باندھنے سے معذور ہو گئے۔

''نیز بعض صحابۂ کرام سے مروی حدیث کے موافق و مخالف دونوں قسم کے فتوے موجود ہیں۔ نیز بعض کا عمل خود انھیں کی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہے اور جب ان کے شاگردوں نے دیکھا اور اُن کو یاد دلایا تو انھوں نے اپنا عمل بدل دیا۔

''محدثینِ کرام نے ان سب کا تتبع کیا اور استقرا کے بعد فیصلہ یہ کیا کہ صحابی یا محدث و فقیہ کی روایت کردہ صحیح حدیث تو قابلِ قبول ہے، لیکن اُن کا وہ عمل یا فتویٰ جو ان کی روایت کردہ صحیح حدیث کے خلاف ہو، قابلِ قبول نہیں، کیوں کہ حدیثِ رسول کی حفاظت کی ذمے داری تو اللہ نے لی ہے۔ کسی صحابی یا فقیہ و محدث کے عمل و فتویٰ کی صحت کی ذمے داری اللہ نے نہیں لی ہے۔ پس ممکن ہے کہ ان صلحائے اُمت کی طرف منسوب وہ عمل یا فتویٰ سرے سے صحیح نہ ہو، یا بر بنائے سہو و نسیان ہو یا کسی معقول عذر کی بنا پر ہو، جو اُن کے حق میں تو صحیح ہو، لیکن ہمارے لیے وہ اُسوہ نہیں بن سکتا۔ ہاں ہمارے لیے اُسوہ تو صرف نبی کریم ﷺ کا قول و فعل اور تقریر ہی ہے۔ وللہ الحمد۔ پس ہمارے اوپر اُن صلحائے اُمت کی روایت کردہ احادیثِ صحیحہ پر عمل واجب ہے اور اُن کے حق میں اللہ کے سکھائے ہوئے قرآنِ کریم کی یہ دعا فرض ہے:

﴿رَبَّنَا اغۡفِرۡلَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ

فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ [الحشر: ۱۰]

''پس مومل بن اسماعیل کے حق میں ابن حبان کا قول حق و صحیح ہے، یعنی "ثقة ربما أخطا" ثقہ ہیں، کبھی کبھار خطا کر جاتے ہیں۔ لہٰذا تتبع کے بعد اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس حدیث میں اُن سے خطا واقع ہوئی ہے تو وہ حدیث قابلِ قبول نہیں۔

''خود امام بخاری نے ان سے ایک حدیث تعلیقاً کتاب الفتن باب (۱۰) میں حدیث (۷۰۸۳) کے بعد جزماً ذکر کی ہے اور امام ابو داود نے اپنی کتاب، کتاب القدر اور امام ترمذی ونسائی اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں ان سے روایتیں لی ہیں۔ ترمذی نے ان کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ پس اُن کی یہ روایت جو صحیح ابن خزیمہ میں ہے، بالکل صحیح اور ثابت ہے، اُن کا بلا عذر رد کر دینے والا سننِ نبویہ کا رد کرنے والا شمار ہوگا۔ اللہ رب العالمین ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (شیخ ابو الاشبال حفظہ اللہ کا مضمون ختم ہوا)۔[1]

مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب حنفی کے شبہات کا ازالہ:

❁ مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

''منکر الحدیث کا لفظ مومل بن اسماعیل کے بارے میں امام بخاری سے جمہور محدثین کرام نے نقل کیا ہے۔''[2]

اشرفی صاحب نے پھر آگے درج ذیل اہلِ علم اور اُن کی کتابوں کا ذکر کیا ہے:

---

[1] دیکھیں: مقالاتِ شاغف (ص: ۱۷۸ تا ۱۸۱)

[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۲۔۱۵۳)

- عبدالغنی المقدسی (المتوفی: ٦٠٠) فی ''الکمال''
- مزی (المتوفی: ۷۴۲) فی ''تہذیب الکمال''
- ذہبی (المتوفی: ۷۴۸) فی ''میزان الاعتدال''
- ترکمانی (المتوفی: ۷۵۰) فی ''الجوهر النقي''
- ابن کثیر (المتوفی: ۷۷۴) فی ''المجاہیل''
- زرکشی (المتوفی: ۷۹۴) فی ''النکت''
- ابن حجر (المتوفی: ۸۵۲) فی ''تہذیب التہذیب''
- مناوی (المتوفی: ۱۰۳۱) فی ''فیض القدیر''[1]

عرض ہے کہ ان کتابوں میں امام بخاری کی جرح منقول ہونا، یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُن سب نے براہِ راست امام بخاری کی کتاب سے یہ نقل کیا ہے، کیوں کہ ان میں سے ایک کے علاوہ باقی سب کا دار و مدار ثانوی مرجع ہی ہو سکتا ہے۔

علامہ مقدسی کی کتاب "الکمال" میں ''منکر الحدیث'' کا لفظ نہیں ہے۔ اشرفی صاحب نے یہ دعویٰ تو کر دیا کہ علامہ مقدسی نے ''منکر الحدیث'' کی جرح نقل کی ہے، مگر بہ طورِ ثبوت اُن کی کتاب کے کسی بھی قلمی یا مطبوعہ نسخے کا حوالہ نہیں دیا۔ غالبًا اشرفی صاحب نے محض اندازے سے کہہ دیا ہے کہ "الکمال" میں بھی ''منکر الحدیث'' کی جرح ہے، جبکہ ایسا نہیں ہے۔ بہ طور ثبوت ملاحظہ ہو: "الکمال للمقدسي" کے مخطوطے سے مؤمل بن اسماعیل کے ترجمہ کا عکس:

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۳)

في البناء ثم قال ابنوا له الجبان ولم ادخل عليه بعدها وامر بها حين ان
لا يدخلني عليه روى له ابو داود والترمذي وابن ماجه . موسى بن هارون
بن بشير ابو عمر البردي القيسي يعرف بالتي روى عن الوليد بن مسلم ومبشر بن اسمعيل
الحلبي روى عنه البخاري ويحيى بن عثمان بن صالح سئل عنه ابو زرعة فقال لا باس
به وقال ابو سعيد بن يونس كوفي قدم مصر وحدث بها وخرج الى الفيوم من صعيد
مصر فتوفي بها في سنة اربع وعشرين ومائتين اخر من حدث عنه بمصر احمد بن حماد
ابن زغبة . موسى بن يسار القرشي المطلبي اخو عمر واسحق مولى قيس بن مخرمة
وهو ابن عم محمد بن اسحق قال يحيى بن معين ثقة روى له الجماعة الا البخاري . موسى
بن يعقوب بن عبد الله بن وهب بن زمعة بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزى
بن قصي الزمعي الاسدي المدني ابو محمد روى عن ابي حازم سلمة بن دينار وابي الحويرث
وابن ابي حرملة وعبد الله بن كيسان والمهاجر بن مسمار وعمه يزيد بن عبد الله بن وهب
ومسلم بن ابي سهل النبال روى عنه معن بن عيسى القزاز وابن ابي فديك ومحمد بن عثمة وخالد
بن مخلد القطواني وسعيد بن ابي مريم قال يحيى بن معين ثقة وقال علي بن المديني ضعيف
منكر الحديث وقال ابن سعد مات في آخر خلافة ابي جعفر المنصور روى له ابو داود
والترمذي والنسائي وابن ماجه . موسى بن فلان بن انس بن مالك الانصاري روى عن
ثمامة بن عبد الله بن انس روى عنه محمد بن اسحق روى له الترمذي وابن ماجه . موسى
الحناط روى عن موسى بن انس بن مالك روى عنه عبد العزيز بن عبد الصمد روى له
ابو داود . موسى روى عن سهل بن عباد روى عنه احمد بن شبويه روى له ابو داود
باب مؤمل . مؤمل بن اسمعيل ابو عبد الرحمن القرشي العدوي
البصري سكن مكة مولى آل عمر بن الخطاب وقيل مولى بني بكر بن عبد مناة بن كنانة
سمع الحمادين والثوري وشعبة وفضيل بن عياض وعمارة بن زاذان ومبارك بن فضالة
روى عنه احمد بن حنبل واسحق بن راهويه ومحمد بن بشار ومحمد بن المثنى ومحمد بن سهل
بن المهاجر الرقي ومحمود بن غيلان وابو كريب الهمداني قال البخاري مات سنة خمس
او ست ومائتين قيل انه دفن كتبه فكان يحدث من حفظه فكثر خطاؤه روى له
ابو داود والنسائي وابن ماجه . مؤمل بن اهاب ويقال ابن يهاب بن عبد العزيز

معلوم ہوا کہ علامہ مقدسی نے الکمال میں مومل پر امام بخاری کے حوالے سے ''منکر الحدیث'' کی جرح نقل نہیں کی ہے، اس لیے امام مزی ہی وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے وہم کا شکار ہو کر ''تهذيب الكمال'' میں مومل بن اسماعیل سے متعلق امام بخاری سے ''منکر الحدیث'' کی جرح نقل کر دی۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام مزی کی اس کتاب کی تہذیب کرتے ہوئے ''تهذيب التهذيب'' لکھی تو ظاہر ہے کہ انھوں نے بھی امام مزی کی کتاب کو سامنے رکھتے ہوئے یہ جرح نقل کی۔

اسی طرح امام مزی ہی کی کتاب پر اعتماد کرتے ہوئے امام ذہبی، ابن الترکمانی، امام ابن کثیر، امام زرکشی اور مناوی رحمہم اللہ نے بھی یہ جرح نقل کر دی۔ لہٰذا اُن اہلِ علم کے حوالے اس بات کی دلیل نہیں ہیں کہ اُن میں سے ہر ایک نے براہِ راست امام بخاری کی کتاب سے یہ جرح نقل کی ہے۔

❁ مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

''کیا تاریخ الکبیر میں منکر الحدیث کی جرح کسی کاتب یا ناسخ سے غلطی سے مومل بن اسماعیل کے بجائے مومل بن سعید کے ساتھ الحاق نہیں ہو سکتی؟''[1]

عرض ہے کہ الحاق کا کوئی امکان قطعاً نہیں ہے، کیوں کہ امام بخاری کی اس کتاب کے کسی نسخے میں بھی ''منکر الحدیث'' کی جرح مومل بن اسماعیل کے ساتھ نہیں ہے۔

❁ مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

''اہم بات یہ ہے کہ کسی ایک محدث نے بھی مومل بن سعید الرجی رحمہ اللہ کے بارے میں منکر الحدیث کی جرح کا انتساب امام بخاری کی طرف نہیں کیا ہے۔''[2]

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۴)

[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۴۔۱۵۵)

اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد والوں کا اعتماد ثانوی مراجع پر ہی رہا ہے، اس لیے بعد والوں نے ویسا ہی نقل کر دیا، جیسا انھیں ثانوی مراجع میں ملا۔

❁ مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

''امام بخاری کی ''الضعفاء'' پر ایک بڑی کتاب بھی تھی جو فی الحال طبع نہیں ہوسکی۔ لہٰذا فوراً یہ کہہ دینا کہ امام بخاری نے اپنی کسی کتاب میں مومل بن اسماعیل کے بارے میں منکر الحدیث نہیں لکھا، ایک دھوکا اور علمی فریب ہے۔''[1]

عرض ہے کہ یہ بات اس صورت میں قابلِ التفات ہوتی جب امام بخاری کی موجودہ کتب میں مومل بن اسماعیل کا تذکرہ نہ ہوتا، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مومل بن اسماعیل کا تذکرہ امام بخاری کی کتاب ''التاریخ'' میں ہے اور اس پر امام بخاری کی جرح ''منکر الحدیث'' موجود نہیں ہے۔ اگر امام بخاری نے "الضعفاء الکبیر'' میں مومل کو منکر الحدیث کہا ہوتا تو "التاریخ'' میں اس کا تذکرہ کرتے وقت بھی اسے منکر الحدیث کہتے، لیکن ایسا نہیں ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ امام بخاری نے کسی کتاب میں بھی اسے منکر الحدیث نہیں کہا ہے۔

ذیل میں اس بات کے تین دلائل ملاحظہ ہوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مومل بن اسماعیل کو منکر الحدیث نہیں کہا ہے:

پہلی دلیل:

امام بخاری کی اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" میں مومل بن اسماعیل کا تذکرہ یوں ہے:

"مؤمل بن إسماعیل، أبو عبد الرحمن۔ مولی آل عمر بن الخطاب القرشي۔ سمع الثوري، وحماد بن سلمة، مات

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۶)

سنة خمس، أو ست، ومئتين۔ البصري، سكن مكة"[1]

''مومل بن اسماعیل، ابو عبدالرحمٰن، مولیٰ آل عمر بن الخطاب القرشی، انھوں نے سفیان ثوری اور حماد بن سلمہ سے سنا ہے اور ۲۰۵ یا ۲۰۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔ آپ بصری تھے اور مکہ میں سکونت پذیر تھے۔''

قارئین! غور فرمائیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مومل بن اسماعیل کے پورے تذکرے میں کہیں بھی انھیں ''منکر الحدیث'' نہیں کہا۔ البتہ ان کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے مومل بن سعید بن یوسف کا تذکرہ کیا اور کہا:

"مؤمل بن سعيد بن يوسف، أبو فراس، الرحبي، الشامي، سمع أباه، سمع منه سليمان بن سلمة، منكر الحديث"[2]

''مومل بن سعید بن یوسف، ابو فراس، الرحبی، الشامی، انھوں نے اپنے والد سے سنا اور ان سے سلیمان بن سلمہ نے سنا۔ یہ ''منکر الحدیث'' تھے۔''

معلوم ہوا کہ امام بخاری نے مومل بن اسماعیل کو نہیں، بلکہ اس کے بعد مذکور مومل بن سعید کو ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

دوسری دلیل:

اگر امام بخاری نے مومل بن اسماعیل کو ''منکر الحدیث'' کہا ہوتا تو امام بخاری رحمہ اللہ اس کا تذکرہ اپنی ضعفاء والی کتاب میں بھی کرتے، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے ضعفاء والی کتاب میں مومل بن اسماعیل کا تذکرہ نہیں کیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مومل بن اسماعیل ''منکر الحدیث'' ہرگز نہیں۔

---

[1] التاريخ الكبير للبخاري (٨/ ٤٩)

[2] التاريخ الكبير للبخاري (٨/ ٤٩)

تیسری دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں مومل بن اسماعیل سے شواہد میں روایات لی ہیں۔ اگر امام بخاری کے نزدیک یہ منکر الحدیث ہوتے تو امام بخاری رحمہ اللہ ان سے شواہد میں بھی روایات نہیں لیتے، کیوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا خود کہنا ہے:

"كل من قلت فيه: منكر الحديث؛ فلا تحل الرواية عنه"[1]

"میں نے جسے بھی منکر الحدیث کہا ہے، اس سے روایت لینا جائز نہیں ہے۔"

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مومل بن اسماعیل کو منکر الحدیث نہیں کہا، بلکہ اس کے بعد مذکور اسی نام کے دوسرے راوی مومل بن سعید کو منکر الحدیث کہا ہے، لیکن امام مزی رحمہ اللہ سے سبقتِ نظر کی وجہ سے دوسرے راوی پر کی گئی جرح پہلے راوی سے متعلق نقل ہوگئی۔

فائدہ:

بطور فائدہ عرض ہے کہ سبقتِ نظر کی وجہ سے نقل میں اسی طرح کی غلطی ایک دوسرے مقام پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے بھی ہوئی ہے، چنانچہ "ابوعلی جندل بن والق" نام کا ایک راوی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں امام مسلم سے سخت جرح نقل کرتے ہوئے کہا: "قال مسلم في الكنىٰ: متروك"[2]

امام مسلم "الکنیٰ" میں فرماتے ہیں کہ یہ متروک ہے۔"

عرض ہے کہ الکنیٰ میں "ابوعلی جندل بن والق" کا ذکر موجود ہے، لیکن اس کے کسی بھی دستیاب نسخے میں اس راوی پر یہ جرح نہیں ملتی، بلکہ اس کے فوراً بعد جو دوسرا راوی

---

[1] بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام (٢/ ٢٦٤) بحواله التاريخ الأوسط للبخاري.

[2] تهذيب التهذيب لابن حجر (٢/ ١٠٢)

''ابو علی الحسن بن عمرو'' ہے، اس کے بارے میں امام مسلم کی جرح ''متروک'' موجود ہے۔

ظن غالب ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے امام مسلم کی جرح نقل کرنے میں سہو ہوا ہے اور سبقتِ نظر کے سبب بعد والے راوی سے متعلق جرح کو پہلے والے راوی سے متعلق سمجھ لیا ہے۔ واللہ أعلم.

یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے امام مزی رحمہ اللہ نے مومل بن اسماعیل سے متعلق امام بخاری کی جرح منکر الحدیث نقل کر دی، حالاں کہ امام بخاری کی کتاب میں مومل بن اسماعیل کا ذکر موجود ہے، لیکن اس کے کسی بھی دستیاب نسخے میں اس راوی پر یہ جرح نہیں ملتی، بلکہ اس کے فوراً بعد جو دوسرا راوی مومل بن سعید ہے، اس کے بارے میں امام بخاری کی جرح منکر الحدیث موجود ہے۔

ظن غالب ہے کہ امام مزی رحمہ اللہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کی جرح نقل کرنے میں سہو ہوا ہے اور سبقتِ نظر کے سبب بعد والے راوی سے متعلق جرح کو پہلے والے راوی سے متعلق سمجھ لیا ہے۔

12 امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸) نے امام ابوزرعہ (المتوفی: ۲۶۴) سے نقل کیا ہے:

''في حديثه خطأ كثير''[1] ''اس کی حدیث میں بہت غلطی ہے۔''

عرض ہے کہ یہ قول امام ابوزرعہ سے ثابت نہیں ہے، نیز دوسرے کسی بھی امام نے امام ابوزرعہ سے مومل پر جرح نقل نہیں کی۔

13 ابن محرز مجہول نے ابن معین سے نقل کیا ہے:

''قبيصة ليس بحجة في سفيان، ولا أبو حذيفة، ولا يحيىٰ ابن آدم، ولا مؤمل''[2]

---

[1] ميزان الاعتدال للذهبي (٤/ ٢٢٨)

[2] معرفة الرجال، رواية ابن محرز (١/ ١١٤)

''قبیصہ سفیان کی روایت میں حجت نہیں ہے، نہ حذیفہ، یحییٰ بن آدم اور مومل ہی ہیں۔''

عرض ہے کہ یہ قول امام ابن معین رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے، کیوں کہ اسے نقل کرنے والا ابن محرز مجہول ہے۔ نیز امام ابن معین سے اس کے بالکل برعکس جو بات ثابت ہے، وہ یہ ہے کہ امام ابن معین رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کی روایت میں مومل کو ثقہ کہا ہے۔ كما سيأتي.

نیز ابن معین کا یہ قول ثابت بھی مان لیں تو بھی اُن کے قول کا مطلب مطلق تضعیف نہیں، بلکہ صرف اعلیٰ درجے کی توثیق کی نفی ہے۔ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

کیا ابن معین نے مومل کو ثوری سے روایت میں ضعیف کہا ہے؟

امام ابن معین کے ایک مجہول الحال اور نامعلوم التوثیق والتعدیل شاگرد ابن محرز نے ابن معین سے نقل کیا:

''قبيصة ليس بحجة في سفيان ولا أبو حذيفة ولا يحيىٰ ابن آدم ولا مؤمل''[1]

''قبیصہ، سفیان سے روایت کرنے میں حجت ہے نہ ابو حذیفہ یحییٰ بن آدم اور نہ مومل ہی۔''

ابن محرز کی اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ سفیان ثوری سے مومل کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ عرض ہے کہ یہ بات سراسر غلط ہے، اس کی وجوہات ملاحظہ ہوں:

اولاً: امام ابن معین سے مذکورہ بالا قول کے ناقل ابن محرز مجہول الحال ہیں، اُن کی توثیق وتعدیل کہیں نہیں ملتی، بلکہ اُن کے ساتھ ائمہ نے علمی اور تعریفی القابات

[1] معرفة الرجال، رواية ابن محرز، ت القصار (١/ ١٤٤)

بھی استعمال نہیں کیے، البتہ انھوں نے امام ابن معین وغیرہ سے جو اقوال نقل کیے ہیں، ان سے پتا چلتا ہے کہ یہ صاحبِ علم شخص ہیں، اس لیے عام حالات میں اُن کی روایات پر اعتماد کرنے میں حرج نہیں ہے۔

لیکن اُن کی جو روایت دیگر ثابت شدہ روایت کے خلاف ہو، مثلاً: یہ ابن معین سے ایسی بات نقل کریں جو ابن معین سے اُن کے ثقہ اور معروف شاگرد کی نقل کردہ بات کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں ابن محرز کی بات قطعاً مقبول نہیں ہوگی اور یہاں یہی معاملہ ہے، کیوں کہ ابن محرز نے جو بات نقل کی ہے، وہ امام ابن معین کے ثقہ اور معروف شاگرد امام عثمان دارمی کی نقل کردہ بات کے خلاف ہے۔

چناں چہ امام ابن معین رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے اُن کے شاگرد امام عثمان الدارمی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۸۰) نے کہا ہے:

”قلت ليحيىٰ بن معين: أي شيئ حال المؤمل في سفيان؟ فقال: هو ثقة. قلت: هو ثقة، قلت: هو أحب إليك أو عبيد الله؟ فلم يفضل أحدا على الآخر“[1]

”میں نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے کہا: سفیان ثوری کی حدیث میں مومل کی حالت کیسی ہے؟ تو امام ابن معین رحمہ اللہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ میں نے کہا: وہ ثقہ ہیں تو یہ بتائیں کہ آپ کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں یا عبیداللہ؟ تو امام ابن معین نے ان دونوں میں کسی کو بھی دوسرے پر فضیلت نہیں دی۔“

اس قول کو ابن ابی حاتم نے اپنے استاذ ”یعقوب بن اسحاق“ سے نقل کیا ہے اور یہ ثقہ ہیں، کیوں کہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ان سے روایت بیان کی ہے اور یہ صرف ثقہ

---

[1] الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (٨/ ٣٧٤) وإسناده صحيح.

سے روایت بیان کرتے ہیں، نیز اُن پر کوئی جرح موجود نہیں ہے۔[1]

امام ابن رجب رحمہ اللہ نے اسی قول کو عثمان بن سعید کی کتاب سے نقل کیا ہے۔[2]
نیز امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی صحیح سند سے عثمان الدارمی کے طریق سے ابن معین کا اسی طرح کا قول ذکر کیا ہے۔[3]

معلوم ہوا کہ امام ابن معین رحمہ اللہ سے یہ بات ثابت ہی نہیں ہے کہ انھوں نے مومل کو سفیان ثوری کے طریق میں ضعف والا کہا ہے، بلکہ اس کے برعکس یہ ثابت ہے کہ امام ابن معین نے مومل کو سفیان ثوری کے طریق میں ثقہ قرار دیا ہے۔

الجرح والتعدیل کی سند پر اعتراض اور اس کا جواب:

مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب حنفی نے "الجرح و التعدیل" میں منقول امام ابن معین رحمہ اللہ کے مذکورہ قول کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

"زبیر علی زئی غیر مقلد سے عرض ہے کہ امام ابن ابی حاتم سے امام یحییٰ بن معین تک کے قول کی سند معروف نہیں، بلکہ مجہول ہے۔ کتاب جرح وتعدیل (۸/۳۷۴) میں اس کی سند کچھ یوں ہے:

"أخبرنا يعقوب بن إسحاق، فيما كتب إلي، قال: حدثنا عثمان بن سعيد، قال: قلت ليحيى بن معين: أي شيئ حال المؤمل في سفيان؟ فقال: هو ثقة. قلت: هو ثقة، قلت: هو أحب إليك، أو عبيد الله؟ فلم يفضل أحدا على الآخر"[4]

---

[1] اسی کتاب کا صفحہ (۲۸۲-۲۸۳) ملاحظہ کریں۔
[2] دیکھیں: شرح علل الترمذي لابن رجب (ص: ٢٧٤)
[3] تاريخ دمشق لابن عساكر (١١/ ١٧١) وإسناده صحيح وسيأتي.
[4] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۷)

''کتاب جرح وتعدیل کے اس قول کی سند میں یعقوب بن اسحاق الہروی ہیں ۔یعقوب بن اسحاق کی توثیق ثابت نہیں ہے اور یعقوب بن اسحاق الہروی کی توثیق کے بغیر اس حوالے سے استدلال نہیں کر سکتے۔ اپنا موقف ثابت کرنا ہوتو پھر مجہول کی روایت بھی قابلِ قبول اور مسلک کے خلاف ہوتو پھر شور وغوغا کرتے ہیں۔''

عرض ہے کہ مولانا زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس سے استدلال اس لیے کیا ہے، کیوں کہ ابن رجب رحمہ اللہ نے یہی قول امام عثمان دارمی کی کتاب سے نقل کیا ہے اور کتاب سے نقل معتبر ہے۔

ہماری نظر میں "الجرح و التعدیل" کی سند بھی صحیح ہے، کیوں کہ یعقوب بن اسحاق مجہول نہیں، بلکہ ثقہ ہیں۔ وہ اس لیے کہ ان سے امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور امام ابو حاتم صرف ثقہ ہی سے روایت کرتے ہیں، جیسا کہ گذشتہ سطور میں واضح کیا جا چکا ہے۔[1]

اگر اس پر بھی مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب مطمئن نہیں ہیں تو آیئے! ہم امام ابن معین کا یہی قول، یعنی سفیان ثوری سے روایت کرنے میں مومل کے ثقہ ہونے کا قول، ایک ایسی سند سے پیش کر دیں، جو نہ صرف صحیح ہے، بلکہ خود محترم مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب نے اسے صحیح باور کرایا ہے، ملاحظہ ہو۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۷۱) نے کہا:

"أخبرنا أبو القاسم الواسطي نا أبو بكر الخطيب لفظاً أنا أبو بكر أحمد بن محمد بن إبراهيم بن حميد قال: سمعت أحمد بن عبدوس قال: سمعت عثمان بن سعيد

---

[1] اسی کتاب کا صفحہ (۲۸۲۔۲۸۳) ملاحظہ کریں۔

الدارمي يقول: قلت ليحيى بن معين: فعبد الرزاق في سفيان؟ فقال: مثلهم يعني ثقة، كالمؤمل بن إسماعيل وعبيد الله بن موسى؟ و ابن يمان، و قبيصة، والفريابي"[1]

''عثمان بن سعید الدارمی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے کہا: عبدالرزاق، سفیان سے روایت کرنے میں کیسا ہے؟ تو ابن معین رحمہ اللہ نے کہا: ان لوگوں کی طرح ہے، یعنی (عبدالرزاق، سفیان ثوری سے روایت کرنے میں) مومل بن اسماعیل، عبیداللہ بن موسی، ابن یمان، قبیصہ اورفریابی کی طرح ثقہ ہے۔''

اس قول میں سفیان ثوری سے روایت میں سفیان ثوری کے جن شاگردوں کو امام ابن معین رحمہ اللہ نے ثقہ قرار دیا ہے، اس میں سب سے پہلے مومل بن اسماعیل ہی کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے، بلکہ بعینہٖ اسی سند سے امام ابن عساکر کی اسی کتاب سے ابن معین رحمہ اللہ ہی کا ایک قول نقل کر کے مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب نے سند کو نہ صرف صحیح باور کرایا ہے، بلکہ کمال تحقیق کا ثبوت دیتے ہوئے اس سند کے راویوں کی توثیق بھی ائمۂ فن سے پیش کر دی ہے۔[2]

مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب! اب ہم نے آپ کی پسندیدہ اور محقق سند ہی سے امام ابن معین کا یہ قول پیش کر دیا ہے۔ امید ہے کہ اس سند پر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ الغرض ابن محرز مجہول الحال کی روایت امام عثمان دارمی معروف ومشہور ثقہ کی روایت کے خلاف ہے، اس لیے غیر مقبول ہے۔

ثانیاً: ابن محرز کی روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو ابن محرز کی روایت کا مطلب یہ

---

[1] تاريخ دمشق لابن عساكر (١١/ ١٧١) و إسناده صحيح.

[2] دیکھیں: نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ١٤٩۔١٥٠)

نہیں ہوگا کہ سفیان ثوری سے مومل کی روایت سرے سے ضعیف و مردود ہے، بلکہ ابن معین کے قول کا مقصود صرف یہ ہے کہ سفیان ثوری سے مومل کی روایت صحت کے اعلیٰ درجے پر نہیں ہے، لیکن فی نفسہٖ ایسی روایت صحیح یا کم ازکم حسن ضرور ہوگی۔

چنانچہ امام ابن ابی خیثمہ رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۷۹) نے کہا:

"سمعت يحيى بن معين ، وسئل عن أصحاب الثوري: أيهم أثبت؟ فقال: هم خمسة: يحيى القطان، ووكيع، وابن المبارك، وابن مهدي، وأبو نعيم الفضل بن دكين، وأما الفريابي، وأبو حذيفة، وقبيصة بن عقبة، وعبيد الله، وأبو عاصم، وأبو أحمد الزبيري، و عبد الرزاق، وطبقتهم، فهم كلهم في سفيان بعضهم قريب من بعض، وهم ثقات كلهم دون أولئك في الضبط والمعرفة"[1]

"میں نے ابن معین کو کہتے ہوئے سنا اور اُن سے ثوری کے شاگردوں کے بارے میں سوال ہوا کہ کون زیادہ اَثبت ہے؟ تو انھوں نے کہا: پانچ ہیں: یحییٰ القطان، وکیع، ابن المبارک، ابن مہدی اور ابونعیم الفضل بن دکین۔ رہے فریابی، ابوحذیفہ، قبیصہ، عبیداللہ، ابو عاصم، ابو احمد الزبیری، عبدالرزاق اور اُن کے طبقے والے (مومل بن اسماعیل وغیرہ) تو یہ سب کے سب سفیان سے روایت کرنے میں ایک دوسرے کے قریب ہیں، یہ سب ثقہ ہیں، لیکن مذکورہ (پانچ اَثبت) شاگردوں کی بہ نسبت ضبط و معرفت میں کم تر ہیں۔"

[1] تهذيب الكمال للمزي (٢٧/ ٥٦) امام مزی امام ابن ابی خیثمہ کی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ امام ابن معین نے سفیان ثوری کے شاگردوں کے درجات بتلائے ہیں۔ ایک گروہ کو اعلیٰ درجے کا ثقہ وثبت قرار دیا ہے اور دوسرے گروہ کو ثقاہت میں نسبتاً کم تر بتلایا ہے، لیکن انھیں اصطلاحی معنی میں ایسا ضعیف ہرگز نہیں کہا، جن کی روایت مردود ہوتی ہے۔

ایک شبہے کا ازالہ:

مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب نے سفیان ثوری سے مومل بن اسماعیل کی روایت کو ابن معین کے نزدیک ضعیف قرار دیتے ہوئے بڑے متکبرانہ انداز میں تحقیقی جوش کا مظاہرہ کیا ہے۔ چناں چہ موصوف نے ابن عساکر کی درج ذیل روایت پیش کی:

"أخبرنا أبو القاسم الواسطي أنا أبو بكر الخطيب أنا أحمد ابن محمد بن إبراهيم قال: سمعت أحمد بن محمد بن عبدوس قال: سمعت عثمان بن سعيد، قال: قلت: ليحيى ابن معين: فالفريابي يعني في سفيان؟ قال: مثلهم يعني مثل المؤمل بن إسماعيل وعبيد الله بن موسى و قبيصة و عبد الرزاق"[1]

''محدث عثمان دارمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابن معین رحمہ اللہ سے فریابی رحمہ اللہ کی سفیان ثوری رحمہ اللہ سے روایت کے بارے میں پوچھا تو امام ابن معین رحمہ اللہ نے کہا: فریابی رحمہ اللہ کی سفیان ثوری رحمہ اللہ سے روایت اسی طرح ہے، جس طرح مومل بن اسماعیل، عبیداللہ بن موسیٰ، قبیصہ رحمہ اللہ اور عبدالرزاق رحمہ اللہ کی روایت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ہے۔''[2]

---

[1] تاريخ دمشق (٥٦/ ٣٢٩)

[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۹) یہ وہی سند ہے، جس کے ساتھ ہم نے ←

اس کے بعد موصوف نے اس سند کے راویوں کا تعارف کراتے ہوئے ان کی توثیق پیش کی ہے۔

اس روایت میں ابن معین نے سفیان ثوری کے شاگردوں کے ایک گروہ (فریابی، مومل بن اسماعیل، عبیداللہ بن موسی، عبدالرزاق اور قبیصہ) کو ایک جیسا قرار دیا ہے، لیکن کس معاملے میں ایک جیسا قرار دیا ہے؟ اس کی صراحت یہاں نہیں ہے، لیکن تاریخ ابن عساکر ہی میں بعینہٖ اسی سند سے ابن معین سے ایسی روایت بھی منقول ہے، جس میں ابن معین نے سفیان ثوری کے شاگردوں کے اس گروہ (فریابی، مومل بن اسماعیل، عبید اللہ بن موسی، عبدالرزاق اور قبیصہ) کو صراحت کے ساتھ ثقاہت میں ایک جیسا قرار دیا ہے۔

اشرفی صاحب نے اس مفسر روایت کو نظر انداز کر کے صرف مجمل روایت کو سامنے رکھا اور اس کے اجمال کو بنیاد بناتے ہوئے یہ فلسفہ سنجی کی ہے کہ ایک دوسری روایت میں قبیصہ کی ثوری سے روایت کو ابن معین نے ضعیف کہا ہے، چنانچہ مولانا اشرفی صاحب خطیب بغدادی کی ایک روایت یوں درج کرتے ہیں:

"أخبرنا الحسن بن أبي بكر أخبرنا أبو سهل أحمد بن محمد بن عبد الله القطان حدثنا أبو بكر أحمد بن أبي خيثمة، قال: سمعت يحيىٰ بن معين قال: و قبيصة ثقة في كل شيئ إلا في سفيان، فإنه سمع منه وهو صغير"[1]

امام ابن ابی خیثمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے امام ابن معین رحمہ اللہ سے سنا کہ انھوں نے کہا کہ قبیصہ رحمہ اللہ ہر چیز میں ثقہ ہے سوائے سفیان ثوری سے

← گذشتہ سطور میں ابن معین کا وہ قول درج کیا ہے، جس میں انھوں نے ثوری سے روایت میں مومل اور اُن کے ساتھیوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔

[1] تاريخ بغداد و ذيوله (١٢/ ٤٧٠)

روایت کرنے میں، اس نے ان سے بچپن کی حالت میں سنا ہے۔"[1]

اس کے بعد اس کے راویوں کی توثیق پیش کرتے ہوئے اس سند کو صحیح قرار دے کر اشرفی صاحب رقم طراز ہیں:

"یہ معلوم ہوا کہ قبیصہ رحمہ اللہ کی روایت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے صحیح نہیں اور اس سے قبل قول میں یہ ثابت ہوا کہ فریابی کی روایت کی حیثیت وہی ہے، جو مومل بن اسماعیل، قبیصہ رحمہما اللہ وغیرہ کی روایت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ہے، اور اب اس قول میں یہ ثابت ہو گیا کہ قبیصہ رحمہ اللہ کی روایت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ضعیف اور کمزور ہے۔ لہٰذا لامحالہ مومل بن اسماعیل رحمہ اللہ کی روایت بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ضعیف ثابت ہوتی ہے۔"[2]

اشرفی صاحب نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ ابن معین کی پہلی روایت میں سفیان ثوری سے ایک گروہ (فریابی، مومل بن اسماعیل، عبید اللہ بن موسی، عبدالرزاق اور قبیصہ) کی روایت کو ایک جیسا قرار دیا گیا ہے، لیکن کس اعتبار سے اس گروہ کو ایک جیسا قرار دیا گیا ہے؟ یہ وضاحت نہیں ہے اور خطیب بغدادی کی روایت میں اس گروہ (فریابی، مومل بن اسماعیل، عبید اللہ بن موسی، عبدالرزاق اور قبیصہ) کے ایک فرد قبیصہ کے بارے میں یہ صراحت آ گئی کہ اُن کی روایت سفیان ثوری سے ضعیف ہے، اس لیے پہلی روایت میں مذکور پورے گروہ (فریابی، مومل بن اسماعیل، عبید اللہ بن موسی، عبدالرزاق اور قبیصہ) کی روایت سفیان ثوری سے ضعیف ہے۔

جواباً عرض ہے:

اولاً: اگر یہ مان لیں کہ ابن معین کی دوسری روایت یعنی خطیب بغدادی والی روایت

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۰)

[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۱)

میں تضعیف کی بات ہے تو یہ بات ابن معین کی تاریخ دمشق والی روایت کی تفسیر نہیں، بلکہ اس کے خلاف ہے، کیونکہ تاریخ دمشق والی روایت کی تفسیر تاریخ دمشق ہی میں اسی سند سے دوسرے مقام پر موجود ہے، جس میں ابن معین نے اسی گروہ (فریابی، مومل بن اسماعیل، عبید اللہ بن موسی، عبدالرزاق اور قبیصہ) کو سفیان ثوری سے روایت میں صراحت کے ساتھ ثقاہت میں ایک جیسا قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

امام ابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۷۱) نے کہا:

"أخبرنا أبو القاسم الواسطي نا أبو بكر الخطيب لفظاً أنا أبو بكر أحمد بن محمد بن إبراهيم بن حميد قال: سمعت أحمد بن عبدوس قال: سمعت عثمان بن سعيد الدارمي يقول: قلت ليحيى بن معين: فعبد الرزاق في سفيان؟ فقال: مثلهم يعني ثقة كالمؤمل بن إسماعيل وعبيد الله بن موسى و ابن يمان و قبيصة والفريابي"[1]

''عثمان بن سعید الدارمی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے کہا: عبدالرزاق، سفیان سے روایت کرنے میں کیسا ہے؟ تو ابن معین رحمہ اللہ نے کہا: ان لوگوں کی طرح ہے، یعنی (عبدالرزاق، سفیان ثوری سے روایت کرنے میں) مومل بن اسماعیل، عبیداللہ بن موسی، ابن یمان، قبیصہ اور فریابی کی طرح ثقہ ہے۔''

غور کریں! تاریخ دمشق کی یہ روایت صراحت کر رہی ہے کہ ابن معین نے اس گروہ (فریابی، مومل بن اسماعیل، عبید اللہ بن موسی، عبدالرزاق اور قبیصہ) کو ثقاہت ہی میں ایک جیسا قرار دیا ہے۔ اب اگر تاریخ بغداد کی روایت میں یہ مل رہا ہے کہ

[1] تاريخ دمشق لابن عساكر (١١/ ١٧١) و إسناده صحيح

اس گروہ کے ایک فرد قبیصہ کو سفیان ثوری سے روایت میں ضعیف کہا ہے تو خاص اس فرد یعنی قبیصہ سے متعلق ابن معین کا موقف بدل رہا ہے، یعنی ابن معین دوسرے مقام پر قبیصہ کو سفیان ثوری سے روایت میں ضعیف کہہ رہے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اس گروہ کے صرف ایک فرد سے متعلق ابن معین کا دوسرا قول مل گیا تو اشرفی صاحب کس عقل ومنطق سے اسے پورے گروہ (قبیصہ کے ساتھ فریابی، مومل بن اسماعیل، عبید اللہ بن موسی اور عبدالرزاق) پر منطبق کر رہے ہیں؟؟

صاف بات یہ ہے کہ تاریخ دمشق کی روایت میں امام ابن معین نے جس گروہ (فریابی، مومل بن اسماعیل، عبید اللہ بن موسی، عبدالرزاق اور قبیصہ) کو سفیان ثوری سے روایت میں ثقہ قرار دیا ہے، اس گروہ کے صرف ایک فرد قبیصہ کے بارے میں خطیب بغدادی کی روایت میں ابن معین کا دوسرا موقف مل رہا ہے۔ اس لیے یہ دوسرا موقف صرف اسی فرد ہی کے ساتھ خاص رہے گا۔

اشرفی صاحب کی غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے جس مقدمے پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھی ہے، وہ مقدمہ ہی باطل ہے!

اشرفی صاحب کا مقدمہ یہ ہے کہ تاریخ دمشق والی روایت میں ابن معین نے سفیان ثوری سے روایت میں ایک گروہ کو ایک جیسا قرار دیا ہے، لیکن کس معاملے میں ایک جیسا قرار دیا ہے؟ یہ ''نامعلوم'' ہے۔ یہ ہے اشرفی صاحب کا مقدمہ!

پھر بزعم خویش اس ''نامعلوم'' کو انھوں نے تاریخ بغداد والی روایت سے ''معلوم'' کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہم عرض کر چکے ہیں کہ تاریخ دمشق والی روایت میں ابن معین نے سفیان ثوری سے روایت میں ایک گروہ کو جس معاملے میں ایک جیسا قرار دیا ہے، وہ معاملہ ''نامعلوم'' نہیں، بلکہ تاریخ دمشق ہی کی دوسری روایت سے ''معلوم'' ہے اور وہ یہ کہ ثقاہت ہی میں ابن معین نے اس گروہ کو ایک جیسا قرار دیا ہے۔

ثانیاً: تاریخ بغداد والی روایت میں ابن معین نے سفیان ثوری سے روایت میں قبیصہ پر جو کلام کیا ہے، اس سے تضعیف مراد نہیں، بلکہ اس میں ابن معین نے سفیان ثوری سے قبیصہ کی روایت میں صحت کے اعلیٰ درجے کی نفی کی ہے، لیکن نفسِ صحت کی نفی نہیں کی:

الف: ابن معین نے دوسری روایت میں سفیان ثوری سے روایت میں قبیصہ کو صراحتاً ثقہ قرار دیا ہے، اس لیے دونوں اقوال میں تطبیق دی جائے گی۔

ب: امام ابن ابی خیثمہ رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۷۹) نے کہا:

"سئل يحيى بن معين عن حديث قبيصة؟ فقال: ثقة، إلا في حديث الثوري، ليس بذلك القوي"[1]

"امام ابن معین سے قبیصہ کی حدیث کے بارے میں سوال ہوا تو امام ابن معین نے کہا کہ یہ ثقہ ہیں سوائے ثوری کی حدیث میں، یہ ان کی حدیث میں بہت زیادہ قوی نہیں ہیں۔"

اس قول میں ابن معین نے سفیان سے روایت میں قبیصہ کو "ليس بذلك القوي" کہا ہے اور یہ صیغہ مطلق تضعیف پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ اس سے ثقاہت میں نسبتاً کم تر بتلانا مقصود ہوتا ہے۔[2]

ج: امام ابن ابی خیثمہ رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۷۹) نے کہا:

"سمعت يحيى بن معين، وسئل عن أصحاب الثوري: أيهم أثبت؟ فقال: هم خمسة: يحيى القطان، و وكيع، و ابن المبارك، وابن مهدي، وأبو نعيم الفضل بن دكين،

---

[1] الجرح والتعديل لابن أبي حاتم، ت المعلمي (۷/ ۱۲۶)

[2] تفصیل کے لیے دیکھیں: "یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ" (ص: ۶۳۴۔۶۳۵)

وأما الفريابي، و أبو حذيفة، وقبيصة بن عقبة، وعبيد الله، وأبو عاصم، و أبو أحمد الزبيري، وعبد الرزاق، وطبقتهم فهم كلهم في سفيان، بعضهم قريب من بعض، وهم ثقات كلهم، دون أولئك في الضبط والمعرفة[1]"

''میں نے ابن معین کو کہتے ہوئے سنا جب اُن سے ثوری کے شاگردوں کے بارے میں سوال ہوا کہ کون زیادہ اثبت ہے؟ تو انھوں نے کہا: پانچ ہیں: یحییٰ القطان، وکیع، ابن المبارک، ابن مہدی اور ابونعیم الفضل بن دکین۔ رہے فریابی، ابو حذیفہ، قبیصہ بن عقبہ، عبیداللہ، ابوعاصم، ابواحمد الزبیری، عبدالرزاق اوران کے طبقے والے تو یہ سب کے سب سفیان سے روایت کرنے میں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ یہ سب ثقہ ہیں، لیکن مذکورہ بالا (پانچ اثبت) شاگردوں کی بہ نسبت ضبط ومعرفت میں کم تر ہیں۔''

اس قول سے معلوم ہوا کہ امام ابن معین نے سفیان ثوری کے شاگردوں کے درجات بتلائے ہیں۔ ایک گروہ کو اعلیٰ درجے کا ثقہ وثبت قرار دیا ہے اور دوسرے گروہ کو، جس میں قبیصہ بھی ہیں، انھیں ثقاہت میں نسبتاً کم تر بتلایا ہے، لیکن انھیں اصطلاحی معنی میں ایسا ضعیف ہرگز نہیں کہا، جن کی روایت مردود ہوتی ہے۔

الغرض تاریخ بغداد کی روایت میں امام ابن معین نے سفیان ثوری سے روایت میں قبیصہ کو بھی ضعیف نہیں کہا ہے، اس لیے اُن کے دیگر ساتھیوں کی تضعیف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب ایک بوگس مقدمے پر مبنی اپنی تحقیق پر مگن ہوگئے اور بڑے غرور کے ساتھ لکھا:

---

[1] تهذيب الكمال للمزي (٢٧/ ٥٦) امام مزی امام ابن ابی خیثمہ کی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔

''اب دیکھتے ہیں کہ غیر مقلدین حضرات تحقیق کو قبول کرتے ہیں یا مسلکی تعصب کا ثبوت دیتے ہوئے اس کو نظر انداز کرتے ہیں۔''[1]

محترم! جسے آپ قابلِ قبول تحقیق سمجھے بیٹھے ہیں، وہ باطل مقدمے پر مبنی ایک غلط و باطل نتیجہ ہے اور اسی قابل ہے کہ اسے نظر انداز کر دیا جائے، لیکن آپ بہت زیادہ خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے، اس لیے ہم نے جواب دے دیا۔ اب قارئین دیکھیں گے کہ کون تحقیق قبول کرتا ہے اور کون مسلکی تعصب کا ثبوت دیتا ہے؟!

جارحین کے اقوال:

14 امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۷۷) نے کہا:

''صدوق، شديد في السنة، كثير الخطأ، يكتب حديثه''[2]

''یہ سچے اور کٹر سنی ہیں۔ زیادہ غلطی کرنے والے ہیں، ان کی حدیث لکھی جائے گی۔''

یاد رہے کہ امام ابو حاتم متشددین میں سے ہیں، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

''فإنه متعنت في الرجال''[3]

''امام ابو حاتم راویوں پر کلام کرنے میں متشدد ہیں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا:

''وأبو حاتم عنده عنت''[4] ''ابو حاتم کے یہاں تشدد ہے۔''

15 امام ابن سعد رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۰) نے کہا:

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۱)

[2] الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (۸/ ۳۷٤)

[3] سير أعلام النبلاء للذهبي (۱۳/ ۲٦۰)

[4] مقدمة فتح الباري لابن حجر (ص: ٤٤۱)

"مؤمل بن إسماعيل ثقة كثير الغلط"[1]

''مومل بن اسماعیل ثقہ ہیں اور زیادہ غلطی کرنے والے ہیں۔''

امام ابن سعد جمہور کے خلاف جب جرح کریں تو معتبر نہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔[2]

16 امام مروزی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۹۴) نے کہا:

"إذا انفرد بحديث، وجب أن توقف، ويتثبت فيه، لأنه كان سيئ الحفظ كثير الغلط"[3]

''جب یہ کسی حدیث کی روایت میں منفرد ہوں تو توقف کیا جائے گا اور اس میں چھان بین کی جائے گی، کیوں کہ یہ برے حافظے والے تھے اور زیادہ غلطی کرتے تھے۔''

عرض ہے کہ امام مروزی نے ان کی منفرد حدیث میں توقف وتثبت کی بات کہی ہے، علی الاطلاق رد کرنے کی بات نہیں کی۔ یاد رہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر بھی "سيئ الحفظ" کی جرح موجود ہے۔[4]

17 امام نسائی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۰۳) نے کہا:

"مؤمل بن إسماعيل كثير الخطأ"[5]

''مومل بن اسماعیل زیادہ غلطی کرنے والے تھے۔''

یاد رہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ جرح کرنے میں متشدد ہیں، چنانچہ امام ذہبی نے

---

[1] الطبقات الكبرىٰ (٥/ ٥٠١) ط دار صادر.

[2] دیکھیں: مقدمة فتح الباري (٢/ ٣٢٢)

[3] تعظيم قدر الصلاة (٢/ ٥٧٤)

[4] اسی کتاب کا صفحہ (۴۵۱) دیکھیں۔

[5] سنن النسائي الكبرىٰ (٦/ ٢٦)

ایک مقام پر کہا: "والنسائي مع تعنته في الرجال، فقد احتج به"[1]

''امام نسائی نے راویوں پر جرح میں متشدد ہونے کے باوجود ان سے حجت پکڑی ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا:

"وقد احتج به النسائي مع تعنته"[2]

''امام نسائی نے متشدد ہونے کے باوجود ان سے حجت پکڑی ہے۔''

تنبیہ:

مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب نے مومل پر امام نسائی کی جرح نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''۷۔ امام نسائی رحمہ اللہ: "فيه لين" (مجلسان نسائی، ص: ۴۸، رقم: ۱۷)''[3]

عرض ہے کہ مومل پر امام نسائی کی یہ جرح دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ اشرفی صاحب نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے، اس کتاب میں اس صفحے پر امام نسائی کی کوئی جرح موجود نہیں۔ البتہ اس کتاب کے محقق ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے حاشیے میں اپنی طرف سے لکھا ہے: "ومؤمل بن إسماعيل فيه لين"[4]

ملاحظہ کریں کہ اشرفی صاحب نے عصرِ حاضر کے ایک عالم اور علامہ البانی رحمہ اللہ کے شاگرد کے قول کو امام نسائی کا قول بنا دیا۔ سبحان الله.

واضح رہے کہ اشرفی صاحب نے اصل کتاب کے مصنف اور کتاب کے محقق

---

[1] ميزان الاعتدال (١/ ٤٣٧)

[2] مقدمة فتح الباري لابن حجر (ص: ٣٨٧)

[3] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۳۹)

[4] (ص: ٥٦ حاشيه رقم: ۱۷) مطبوعه دار ابن الجوزي.

کی باتوں میں فرق سے غافل ہو کر اور بھی کئی معاصر اہلِ علم کے اقوال کو فوت شدہ ائمۂ نقد کا قول بنا دیا ہے۔ کتاب میں اپنے اپنے مقام پر اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

18 امام زکریا بن یحییٰ الساجی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۰۷) نے کہا ہے:

"صدوق كثير الخطأ"[1]

"یہ سچے ہیں اور بہت غلطی کرنے والے ہیں۔"

یاد رہے کہ امام ساجی بھی جرح کرنے میں متشدد ہیں، کیوں کہ آپ نے بہت سارے رواۃ پر بلاوجہ کلام کیا ہے، جیسا کہ امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کئی مقامات پر وضاحت کی ہے، مثلاً: امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایک مقام پر کہا:

"وضعفه زكريا الساجي بلا مستند"[2]

"زکریا ساجی نے انھیں بغیر کسی دلیل کے ضعیف کہا ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ایک مقام پر کہا:

"ضعفه الساجى بلا حجة"[3]

"ساجی نے انھیں بغیر کسی دلیل کے ضعیف کہا ہے۔"

امام ساجی رحمہ اللہ سے متعلق اس طرح کی بات کئی مقامات پر کہی گئی ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ امام ساجی جرح میں متشدد ہیں۔

19 امام ابن عمار الشہید رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۱۷) نے کہا:

"فأما المؤمل فكان قد دفن كتبه، وكان يحدث حفظا فيخطئ الكثير"[4]

---

[1] تهذيب التهذيب لابن حجر (١٠/ ٣٣٩)

[2] ميزان الاعتدال للذهبي (١/ ٤٧)

[3] مقدمة فتح الباري لابن حجر (ص: ٤٦٣)

[4] علل الأحاديث في صحيح مسلم (ص: ١٠٧) نیز دیکھیں: تهذيب الكمال (٢٩/ ١٧٨)

”جہاں تک مومل کی بات ہے تو انھوں نے اپنی کتابیں دفن کر دی تھیں اور حافظے سے روایت کرتے تھے، جس کے سبب بہ کثرت غلطی کر جاتے۔“

ابن عمار رحمہ اللہ کی یہ بات ان محدثین کے برخلاف ہے، جنھوں نے مومل کو کم غلطی کرنے والا بتلایا ہے اور کم غلطی کی جرح کرنے والوں ہی کی بات راجح ہے، جیسا کہ تفصیل آرہی ہے۔

پچیس موثقین کے اقوال:

① امام ابن معین رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۳)

آپ نے کہا: ”ثقة“[1] ”آپ ثقہ ہیں۔“

② امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۴)

آپ نے مومل سے روایت لی ہے۔[2] جبکہ امام ابن المدینی صرف ثقہ ہی سے روایت کرتے ہیں۔[3]

③ امام اسحاق بن راہویہ (المتوفی: ۲۳۸)

آپ نے کہا: ”کان ثقة“[4] ”آپ ثقہ تھے۔“

④ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۴۱)

آپ نے مومل بن اسماعیل سے روایت کیا ہے۔[5] جبکہ امام احمد رحمہ اللہ بھی صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں۔

---

[1] تاريخ ابن معين، رواية الدوري (٣/ ٦٠)

[2] دیکھیں: التاريخ الكبير للبخاري (١/ ٢٨٨) نیز دیگر کتبِ رجال۔

[3] دیکھیں: تهذيب التهذيب لابن حجر (٩/ ١١٤) نیز دیکھیں: مقدمة فتح الباري لابن حجر (ص: ٤٣٥)

[4] المزكيات لأبي إسحاق المزكي (ص: ٨٢) وسنده حسن.

[5] دیکھیں: مسند أحمد (١/ ٢٦٩) ط الميمنية.

❀ **عبداللہ بن احمد بن حنبل** رحمہ اللہ نے کہا:

"كان أبي إذا رضي عن إنسان وكان عنده ثقة، حدث عنه"[1]

''میرے والد جب کسی انسان سے راضی ہوتے اور وہ ان کے نزدیک ثقہ ہوتا تو اس سے روایت کرتے تھے۔''

❀ **امام ہیثمی** رحمہ اللہ نے کہا:

"روى عنه أحمد، وشيوخه ثقات"[2]

''ان سے امام احمد نے روایت کیا ہے اور امام احمد کے تمام اساتذہ ثقہ ہیں۔''

❀ **جناب ظفر احمد تھانوی حنفی** نے کہا:

"وكذا شيوخ أحمد كلهم ثقات"[3]

''اسی طرح امام احمد کے تمام اساتذہ ثقہ ہیں۔''

⑤ امام بخاری رحمہ اللہ **(المتوفی: ۲۵۶)**

آپ نے صحیح بخاری میں ان سے استشہاد کیا ہے۔[4] امام مزی رحمہ اللہ نے کہا:

"استشهد به البخاري"[5] ''امام بخاری نے ان سے استشہاداً روایت لی ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ جس سے استشہاداً روایت لیں، وہ عام طور سے ثقہ ہوتا ہے۔

حافظ محمد بن طاہر ابن القیسرانی رحمہ اللہ **(المتوفی: ۵۰۷)** کہتے ہیں:

"بل استشهد به في مواضع ليبين أنه ثقة"[6]

---

[1] العلل ومعرفة الرجال لأحمد (١/ ٢٣٨)

[2] مجمع الزوائد و منبع الفوائد (١/ ١٩٩) **نیز دیکھیں**: التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل (٢/ ٦٥٩)

[3] قواعد في علوم الحديث (ص: ٢١٨)

[4] **دیکھیں**: صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٧٠٠)

[5] تهذيب الكمال للمزي (٢٩/ ١٧٩)

[6] شروط الأئمة الستة (ص: ١٨)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان (حماد بن سلمہ) سے صحیح بخاری میں کئی مقامات پر استشہاداً روایت کیا ہے، یہ بتانے کے لیے کہ یہ ثقہ ہیں۔‘‘

⑥ امام ابو داود رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۷۵)

آپ سے ابو عبید نے نقل کرتے ہوئے کہا:

”سألت أبا داود عن مؤمل بن إِسماعيل، فعظمه، ورفع من شأنه إلا أنه يهم في الشيئ“[1]

’’میں نے امام ابو داود سے مومل کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اس راوی کی عظمتِ شان کو بیان کیا اور کہا: لیکن یہ بعض چیزوں میں غلطی کرتے ہیں۔‘‘

امام ابو داود نے صرف معمولی جرح کی ہے اور اس کے ساتھ ان کی عظمتِ شان کو بیان کیا ہے، یہ سیاق اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابو داود کے نزدیک مومل ثقہ ہیں۔

⑦ امام ترمذی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۷۹)

آپ نے مومل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

”حسن صحيح“[2] ’’یہ حدیث حسن صحیح ہے۔‘‘

⑧ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۱۰)

آپ نے مومل بن اسماعیل کی ایک روایت کے بارے میں کہا:

”صح منها عندنا سنده“[3]

’’ان احادیث کی سند ہمارے نزدیک صحیح ہے۔‘‘

---

[1] تهذيب الكمال للمزي (۲۹/ ۱۷۸)

[2] سنن الترمذي ت شاكر (۲/ ۲۷٤) رقم الحديث (٤١٥)

[3] تهذيب الآثار مسند عمر، للطبري (۱/ ۸) أيضا (۱/ ۲۱)

⑨ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۱۱)

آپ نے مومل کی کئی احادیث کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، جن میں سے ایک زیر بحث حدیث بھی ہے۔

مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

''امام ابن خزیمہ نے اپنی پوری کتاب میں کسی جگہ مومل بن اسماعیل رحمہ اللہ کی توثیق نہیں کی، لہٰذا ابن خزیمہ کو معدلین میں شمار کرنا غلط ہے۔''[1]

عرض ہے کہ امام ابن خزیمہ نے مومل بن اسماعیل کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور ناقد امام کی طرف سے کسی راوی کی حدیث کی تصحیح اس راوی کی توثیق ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲) نے کہا:

"قلت: صحح ابن خزيمة حديثه ومقتضاه أن يكون عنده من الثقات"[2]

''میں کہتا ہوں ابن خزیمہ نے ان کی حدیث کو صحیح کہا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہ ثقہ ہیں۔''

⑩ امام بغوی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۱۷)

آپ نے مومل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

"صحيح"[3] ''یہ صحیح ہے۔''

⑪ امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۵۴)

آپ نے انھیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔[4]

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۶)

[2] تعجيل المنفعة لابن حجر (ص: ٢٤٨)

[3] شرح السنة للبغوي (٦/ ٣٧٧)

[4] الثقات لابن حبان ت العثمانية (٩/ ١٨٧) نیز اسی کتاب کا صفحہ (۱۸۹) دیکھیں۔

⑫ امام ابوبکر الاسماعیلی (المتوفی: ۳۷۱)

امام اسماعیلی نے مستخرج علی صحیح البخاری میں مومل کی روایت درج کی ہے۔[1]

⑬ امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵)

آپ نے مومل بن اسماعیل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

"إسناده صحيح"[2] "اس کی سند صحیح ہے۔"

⑭ امام ابن شاہین رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵)

آپ نے کہا: "مؤمل المكي ثقة، قاله يحيى"[3]

"مومل مکی ثقہ ہے۔ امام ابن معین نے یہی کہا ہے۔"

⑮ امام حاکم رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۰۵)

آپ نے مومل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

"هذا حديث صحيح الإسناد"[4] "یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔"

⑯ امام ابن حزم رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۵۶)

آپ نے محلی میں اس کی روایت سے حجت پکڑی ہے[5] اور آپ نے اس کتاب کے مقدمے میں کہا ہے:

"وليعلم من قرأ كتابنا هذا أننا لم نحتج إلا بخبر صحيح من رواية الثقات"[6]

---

[1] دیکھیں: فتح الباري لابن حجر (١٣/ ٣٣)

[2] سنن الدارقطني (٢/ ١٨٦)

[3] تاريخ أسماء الثقات لابن شاهين (ص: ٢٣١)

[4] المستدرك على الصحيحين للحاكم (٢/ ٦٤٨) ت: مقبل.

[5] دیکھیں: المحلىٰ لابن حزم (٤/ ٧٤)

[6] المحلىٰ لابن حزم (١/ ٢١)

''ہماری یہ کتاب پڑھنے والا جان لے کہ ہم نے صرف ثقہ رواۃ کی صحیح روایت ہی سے حجت پکڑی ہے۔''

⑰ امام ابن القطان رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۲۸)

آپ نے مومل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

"وإسناده حسن"[1] ''اس کی سند حسن ہے۔''

⑱ امام ضیاء المقدسی رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۴۳)

امام ضیاء المقدسی رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۴۳) نے الاحادیث المختارۃ میں ان کی روایت درج کی ہے۔[2]

⑲ امام منذری رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۵۶)

آپ نے مومل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

"رواه البزار بإسناد حسن"[3]

''اسے بزار نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔''

⑳ امام ابن قیم رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۵۱)

آپ نے مؤمل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

"رواه ابن ماجه بإسناد حسن"[4]

''اسے ابن ماجہ نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔''

㉑ امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸) نے کہا:

---

[1] بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام (٥/ ٨٤)

[2] دیکھیں: المستخرج من الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري و مسلم في صحيحيهما (٢/ ٣٨٨) رقم الحديث (٧٧٤) وقال المحقق: إسناده حسن.

[3] الترغيب والترهيب للمنذري (٤/ ١١٨)

[4] إغاثة اللهفان (١/ ٣٤٢)

"كان من ثقات البصريين"[1] ''یہ بصرہ کے ثقہ لوگوں میں سے تھے۔''

مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب نے امام ذہبی کی توثیق رد کرنے کے لیے یہ کہا ہے کہ امام ذہبی نے ''الکاشف'' وغیرہ میں ان پر جرح نقل کی ہے۔[2]

عرض ہے کہ امام ذہبی کا دوسروں کی جرح نقل کرنا اُن کا اپنا فیصلہ نہیں، بلکہ انھوں نے اپنے فیصلے میں مومل بن اسماعیل کو ثقہ کہا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام ذہبی کی نظر میں مومل بن اسماعیل ثقہ ہیں اور اُن کی تضعیف والا قول درست نہیں ہے۔ نیز امام ذہبی نے مومل بن اسماعیل کا تذکرہ اپنی کتاب "من تكلم فيه وهو موثق" میں کیا ہے۔[3] اس کتاب میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایسے رواۃ کا تذکرہ کیا ہے، جن پر جرح ہوئی ہے، پھر بھی وہ ثقہ ہیں۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ امام ذہبی کی تحقیق میں مومل بن اسماعیل ثقہ ہیں اور اُن پر کی گئی جرح سے وہ ضعیف ثابت نہیں ہوتے۔

(۲۲) امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۷۴)

آپ نے مومل کی ایک روایت کے بارے میں کہا:

"هذا إسناد صحيح"[4] ''یہ سند صحیح ہے۔''

(۲۳) امام ابن الملقن رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۰۴) نے کہا:

"مؤمل بن إسماعيل صدوق، وقد تكلم فيه"[5]

''مومل بن اسماعیل صدوق ہے اور ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔''

---

[1] العبر في خبر من غبر (۱/ ۳۵۰)

[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۵۷)

[3] دیکھیں: من تكلم فيه وهو موثق ت محمد شكور (ص: ۱۸۳)

[4] تفسير ابن كثير (۳/ ۵۲) دار طيبة.

[5] البدر المنير لابن الملقن (٤/ ٦٥٢)

(۲۴) امام ہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۰۷)

آپ نے کہا:

”مؤمل بن إسماعيل، وهو ثقة، وفيه ضعف“[1]

”مؤمل بن اسماعیل ثقہ ہیں اوران میں ضعف ہے۔“

امام ہیثمی نے مومل بن اسماعیل کی سند والی ایک روایت کے بارے میں کہا:

”رجاله وثقوا، وفي بعضهم كلام لا يضر“[2]

”اس کے رجال کی توثیق کی گئی ہے اوربعض کے بارے میں ایسا کلام کیا گیا ہے، جومضرنہیں ہے۔“

(۲۵) امام بوصیری رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۴۰)

آپ نے مؤمل کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

”هذا إسناد حسن“[3] ”یہ سندحسن ہے۔“

ترجیح:

گذشتہ سطور میں جارحین اورموثقین دونوں کے اقوال پیش کیے جاچکے ہیں۔ ان تمام اقوال کو بنظرِ غائر پڑھنے کے بعد ہرشخص اسی نتیجے پر پہنچے گا کہ موثقین کے اقوال ہی راجح ہیں۔ چنانچہ جرح وتعدیل میں تعارض کے وقت ترجیح کے جوبھی اصول ہیں، ہراصول کی روشنی میں موثقین کے اقوال ہی راجح قرار پائیں گے۔تفصیل ملاحظہ ہو:

متشددین اورمعتدلین کے اعتبار سے:

جرح وتعدیل میں تعارض کے وقت اگر جرح متشددین کی طرف سے ہوتو وہ

---

(1) مجمع الزوائد للهيثمي (٨/ ١١١)

(2) مجمع الزوائد للهيثمي (٧/ ٢٠٢)

(3) إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة (٦/ ١٦٥)

رد کر دی جاتی ہے۔

اس اصول کے تحت بھی مؤمل بن اسماعیل پر کی گئی جرح قابلِ رد ہوگی، کیوں کہ ان پر خطا کثیر کی جرح کرنے والوں کی اکثریت متشددین کی ہے، جیسا کہ متعلقہ مقامات پر وضاحت کی جاچکی ہے اور توثیق کرنے والوں میں امام احمد وغیرہ معتدلین میں سے ہیں، بلکہ توثیق کرنے والوں میں کئی ایک متشددین میں سے بھی ہیں اور متشددین جب توثیق کرتے ہیں تو ان کی توثیق بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

جرح مفسر اور جرح غیر مفسر کے اعتبار سے:

اگر مفسر اور غیر مفسر کے لحاظ سے ترجیح دی جائے تو بھی مومل بن اسماعیل کی توثیق ہی راجح ہوگی، کیوں کہ جن لوگوں نے ان پر مفسر جرح کی ہے، ان کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ بعض نے زیادہ غلطی کرنے والا کہا ہے، جبکہ بعض نے معمولی غلطی کرنے والا کہا ہے اور اصولی طور پر انھیں کی بات راجح ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

زیادہ غلطی کرنے کی بات درج ذیل لوگوں نے کہی ہے:

1. امام ابو حاتم: ''كثير الخطأ'' (زیادہ غلطی کرنے والے تھے)۔
2. امام ابن سعد: ''كثير الغلط'' (زیادہ غلطی کرنے والے تھے)۔
3. امام مروزی: ''كثير الغلط'' (زیادہ غلطی کرنے والے تھے)۔
4. امام نسائی: ''كثير الخطأ'' (زیادہ غلطی کرنے والے تھے)۔
5. امام ساجی: ''كثير الخطأ'' (زیادہ غلطی کرنے والے تھے)۔
6. امام ابن عمار الشہید: ''فيخطئ الكثير'' (یہ زیادہ غلطی کرتے تھے)

اس کے برخلاف معمولی غلطی کا الزام درج ذیل لوگوں نے لگایا ہے:

1. امام ابن معین: ''يحدث من حفظه زيادة'' (اپنے حافظے سے اضافہ بیان کرتے تھے یعنی کبھی کبھی ایسی غلطی کرتے تھے)۔

٢ امام احمد: ”مؤمل كان يخطىء“ (غلطی کرتے تھے)۔

٣ امام ابو داود: ”يهم في الشيئ“ (بعض چیزوں میں وہم کے شکار ہوتے تھے)۔

٤ امام ابن حبان: ”ربما أخطأ“ (کبھی کبھار غلطی کرتے تھے)۔

٥ امام ہیثمی: ”ثقة وفيه ضعف“ (ثقہ ہیں، لیکن ان میں ضعف ہے) ضعف سے مراد معمولی غلطی ہے۔

٦ ابن قانع: ”صالح يخطىء“ (غلطی کرتے تھے) یعنی کبھی کبھار۔

٧ امام ذہبی: ”حافظ عالم يخطئ“ (یہ حافظ، عالم ہیں اور غلطی کرتے تھے)۔ یعنی کبھی کبھار۔

ان تمام اقوال کے حوالے گذشتہ سطور میں پیش کیے جا چکے ہیں۔

غور فرمائیں کہ جن محدثین نے بھی ان پر مفسر جرح کی ہے، وہ آپس میں متفق نہیں، بلکہ بعض مؤمل کو زیادہ غلطی کرنے والا بتلا رہے ہیں اور بعض معمولی غلطی کرنے والا بتلا رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں گروہوں میں سے کس گروہ کی بات راجح ہے؟ تو درج ذیل امور کی بنا پر معمولی غلطی کی جرح کرنے والوں ہی کی بات راجح ہے:

أولاً: زیادہ غلطی کرنے کی جرح جن محدثین نے کی ہے، ان میں سے اکثر متشددین میں شمار ہوتے ہیں اور معتدلین کے خلاف متشددین کی جرح قابلِ قبول نہیں ہوتی۔

ثانیاً: کم غلطی کی جرح کرنے والوں میں امام ابن معین اور امام ابن حبان جیسے متشدد بھی ہیں اور متشدد جب توثیق کریں تو ان کی توثیق کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ بنا بریں جب ابن حبان جیسے متشدد بھی مومل کو معمولی غلطی کرنے والا بتلا رہے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی غلطیاں زیادہ نہیں تھیں، ورنہ ابن حبان رحمہ اللہ، جیسے متشدد ان پر صرف معمولی جرح نہ کرتے۔

یہیں سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ امام ابن حبان نے ان کی توثیق میں تساہل

سے کام نہیں لیا، بلکہ ان کی روایات کی چھان بین کرنے کے بعد انھیں ثقہ کہا اور انھیں معمولی غلطی کرنے والا بتلایا ہے۔ امام ابن حبان کی اس طرح کی توثیق کو مبنی برتساہل نہیں کہا جائے گا، کیوں کہ یہ توثیق ان کے شاذ اصول (مجاہیل کی توثیق) پر مبنی نہیں، بلکہ استقرا پر مبنی ہے۔[1]

ثالثاً: معمولی غلطی کی جرح کرنے والوں میں سے امام احمد، مومل بن اسماعیل کے شاگرد ہیں، یعنی مومل کے بارے میں اچھی طرح واقف ہیں، جبکہ زیادہ جرح کرنے والوں میں کوئی بھی مومل کا شاگرد نہیں، اس لیے ظاہر ہے وہ مومل کے بارے میں مؤمل کے شاگردوں سے بہتر رائے نہیں دے سکتے۔

رابعاً: ائمہ ناقدین میں سے دو جلیل القدر ائمہ امام ذہبی اور امام ہیثمی رحمہما اللہ نے مومل بن اسماعیل کو کم غلطی کرنے والا قرار دیا، نیز ساتھ میں یہ بھی بتایا ہے کہ ان پر کی گئی جروح سے یہ ضعیف ثابت نہیں ہوتے، ملاحظہ ہو:

الف: امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸) نے کہا:

"حافظ عالم يخطئ"[2]

"یہ حافظ، عالم ہیں اور غلطی کرتے تھے (یعنی کبھی کبھار)۔"

مولانا امیر علی لکھتے ہیں:

"والذهبي جعله قليل الخطأ حافظا، و ذكر حديثا منكرا حمله على عكرمة... الخ"[3]

"ذہبی رحمہ اللہ نے اسے حافظِ حدیث کہا اور فرمایا کہ اس سے کم خطائیں ہوئی ہیں۔ اس کی ایک حدیث منکر بھی انھوں نے ذکر کی ہے، مگر اس کی

---

[1] دیکھیں: التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل (٢/ ٦٦٩)

[2] ميزان الاعتدال للذهبي (٤/ ٢٢٨)

[3] التعقيب (ص: ٥١٥) بحواله توضيح الأحكام (ص: ٥٥٨) از شيخ إرشاد الحق أثرى حفظہ اللہ.

نکارت کا سبب عکرمہ رحمہ اللہ کو قرار دیا۔"

امام ذہبی نے مومل بن اسماعیل کا تذکرہ اپنی کتاب "من تکلم فیه وهو موثق" میں کیا ہے۔[1] اس کتاب میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایسے رواۃ کا تذکرہ کیا ہے، جن پر جرح ہوئی ہے، پھر بھی وہ ثقہ ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام ذہبی کی تحقیق میں مومل بن اسماعیل ثقہ ہیں اور اُن پر کی گئی جرح سے وہ ضعیف ثابت نہیں ہوتے۔

ب: امام ہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۰۷) نے کہا:

آپ نے کہا:

"مؤمل بن إسماعيل، وهو ثقة وفيه ضعف"[2]

"مومل بن اسماعیل ثقہ ہیں اور اُن میں ضعف ہے (یعنی یہ کبھی کبھار غلطی کرتے ہیں)۔"

امام ہیثمی نے مومل بن اسماعیل کی سند والی ایک روایت کے بارے میں کہا:

"رجاله وثقوا، وفي بعضهم كلام لا يضر"[3]

"اس کے رجال کی توثیق کی گئی ہے اور بعض کے بارے میں ایسا کلام کیا گیا ہے، جو مضر نہیں ہے۔"

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ کی تحقیق میں مومل بن اسماعیل ثقہ ہیں اور اُن پر کی گئی جرح سے وہ ضعیف ثابت نہیں ہوتے۔

واضح رہے کہ امام ہیثمی کے بارے میں مولانا صفدر صاحب نے کہا:

"علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کو صحت و سقم کی پرکھ نہیں تو اور کس کو تھی؟"[4]

---

[1] دیکھیں: من تكلم فيه وهو موثق ت محمد شكور (ص: ۱۸۳)

[2] مجمع الزوائد للهيثمي (۸/ ۱۱۱)

[3] مجمع الزوائد للهيثمي (۷/ ۲۰۲)

[4] أحسن الكلام (۱/ ۲۳۳)

معلوم ہوا کہ دو جلیل القدر ناقد ائمہ نے بھی اسی بات کو راجح قرار دیا ہے کہ مومل بن اسماعیل کی غلطی کم ہے اور اُن پر زیادہ غلطی کا الزام درست نہیں ہے۔ اس لیے مومل بن اسماعیل ثقہ ہیں۔

ان دو ناقد ائمہ کی ترجیح کے مقابلے میں عصرِ حاضر کے لوگوں کی ترجیح کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

جمہور کے اعتبار سے:

اگر جرح و تعدیل کے اقوال میں تعارض کے وقت تطبیق یا ترجیح کی کوئی صورت نہیں ہوتی تو جمہور کے قول کو راجح قرار دیا جاتا ہے، اس لیے اس اعتبار سے دیکھا جائے تو بھی مؤمل بن اسماعیل کی توثیق ہی راجح ہوگی، کیوں کہ انھیں ثقہ کہنے والوں کی تعداد اُن پر جرح کرنے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔

احناف کی گواہی:

احناف میں سے بھی کئی ایک نے مومل بن اسماعیل کو ثقہ تسلیم کیا ہے:

- مولانا ظفر احمد عثمانی حنفی، مؤمل عن سفیان والی ایک سند کے بارے میں لکھتے ہیں:
  "رجاله ثقات"[1] "اس کے رجال ثقہ ہیں۔"
- علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ مؤمل کی ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:
  "إسناده صحيح"[2] "اس کی سند صحیح ہے۔"
- دیوبندی حضرات کی کتاب "حدیث اور اہلِ حدیث" میں کئی جگہ مؤمل بن اسماعیل کی حدیث کو اپنی دلیل میں پیش کیا گیا ہے، مثلاً دیکھیں: "حدیث اور اہلِ حدیث" (ص: ۲۷۰، حدیث نمبر: ۳) اس حدیث کی سند میں "مؤمل بن اسماعیل" موجود ہے۔[3]

---

[1] إعلاء السنن (٢/ ٩١٥)

[2] عمدة القاري (٨/ ١٩٧)

[3] دیکھیں: شرح معاني الآثار (١/ ١٩٦)

❁ دیوبندیوں کی کتاب ''نماز پیمبر'' (ص: ۲۵۰) میں بھی پنج وقتہ نمازوں سے پہلے اور بعد کی سنتوں سے متعلق ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث نقل کی گئی ہے، اس کی سند میں بھی ''مؤمل بن اسماعیل'' موجود ہے۔[1]

یہ حدیث مسلم میں بھی مختصراً موجود ہے، لیکن مسلم میں وہ تفصیلات نہیں ہیں، جو ترمذی کی حدیث میں ہیں۔

فائدہ: بعض احناف مؤمل سے متعلق بعض جرح مفسر لے کر اسے ترجیح دینے کی کوشش کرتے ہیں، ہم واضح کر چکے ہیں کہ مؤمل پر کی گئی جرح مفسر میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے متعلق امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے مفسر جرح کرتے ہوئے کہا ہے:

''ولم يسنده غير أبي حنيفة، وهو سيئ الحفظ عند أهل الحديث''[2]

''اسے ابو حنیفہ کے علاوہ کسی نے مسند بیان نہیں کیا اور وہ محدثین کے نزدیک سیئ الحفظ ہیں۔''

اس جرح مفسر کے بارے میں احناف کیا فرمائیں گے؟ یاد رہے کہ اس جرح مفسر کے خلاف کسی بھی امام نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توثیق نہیں کی۔

کیا مومل کو پچاس ناقدین نے ضعیف قرار دیا ہے؟

مولانا اعجاز احمد اشرفی صاحب حنفی نے مومل کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے پچاس نام گنائے ہیں، اب ان کا جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

---

[1] دیکھیں: سنن الترمذي، أبو اب الصلاة، باب ما جاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة من السنة و ما له فيه من الفضل، حديث رقم (٤١٥)

[2] التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد (١١/ ٤٨)

مولانا اشرفی صاحب نے مومل کو ضعیف بتانے کے لیے جو پچاس حوالے دیے ہیں، ان کو ہم الگ الگ قسموں میں بانٹ سکتے ہیں، ملاحظہ ہو:

① بغیر نام اور جرح ذکر کیے گنتی بڑھا دی:

اشرفی صاحب نے نمبر (۱۴) کے بعد نمبر (۱۶) شمار کر لیا ہے اور پندرھویں عدد کے مقام پر نہ کوئی نمبر ہے نہ نام اور نہ کوئی جرح۔ اب باقی بچے ۴۹ حوالے۔

② مکرر حوالے:

اشرفی صاحب نے چھے حوالوں کو دو دو بار ذکر کیا ہے، یعنی چھے حوالوں کو بارہ حوالے بنا دیا ہے۔ یہ حوالے یوں ہیں:

① ابن معین، برقم ۱۲ و ۱۸۔ ② سلیمان بن حرب، برقم ۳ و ۶۔ ③ ابو حاتم، برقم ۱ و ۳۱۔ ④ دار قطنی، برقم ۴ و ۴۱ ⑤ ابن حجر، برقم ۵ و ۲۱۔ ⑥ سمرقندی، برقم ۸ و ۹۔[1]

نوٹ: سلیمان بن حرب ہی کا قول اشرفی صاحب نے نمبر ۳ کے تحت یعقوب بن سفیان کے نام سے ذکر کیا ہے۔ اس لیے یہ درحقیقت چھے حوالے ہیں اور چھے معدوم ہیں۔ یہ کل سات (۷) حوالے معدوم ثابت ہوئے۔ باقی بچے ۴۳ حوالے۔

③ خود ساختہ حوالے:

اس قسم کے کل چار حوالے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

① اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

''۷۔ امام نسائی رحمہ اللہ: ''فیہ لین''[2] (مجلسان نسائی، ص: ۴۸، رقم: ۱۷)۔''

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۳۹۔۱۴۱)

[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۳۹)

عرض ہے کہ مومل پر امام نسائی کی یہ جرح دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ اشرفی صاحب نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے، اس کتاب میں اس صفحے پر امام نسائی کی کوئی جرح موجود نہیں ہے۔ البتہ اس کتاب کے محقق ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے حاشیے میں اپنی طرف سے لکھا ہے: "ومؤمل بن إسماعيل فيه لين"[1]

اشرفی صاحب نے عصرِ حاضر کے ایک عالم اور علامہ البانی رحمہ اللہ کے شاگرد کے قول کو امام نسائی کا قول بنا دیا۔ سبحان اللہ !!

حدیث یا حاشیہ نمبر تو صحیح لکھا، لیکن صفحہ نمبر غلط لکھ دیا۔

نوٹ: اس کے بعد اشرفی صاحب نے امام نسائی سے "كثير الخطأ" کی جرح نقل کی ہے، جس پر تبصرہ گزر چکا ہے۔

② اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

"۸۔ امام ابی عمر السمر قندی رحمہ اللہ: "سیئ الحفظ" (فوائد ابی عمر ص ۴۸ رقم ۱۷)۔"[2]

عرض ہے کہ فوائد ابی بکر السمر قندی کے محولہ مقام پر امام ابی عمر السمر قندی نے ایسی کوئی جرح نہیں کی، بلکہ بات یہ ہے کہ فوائد ابی عمر السمر قندی کے محقق ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے لکھا: "وكان سيئ الحفظ"[3]

اشرفی صاحب نے عصرِ حاضر کے ایک عالم کی بات کو امام ابو عمر السمرقندی کا قول بنا دیا اور صفحہ نمبر ۱۳۱ کو ۳۱ لکھا اور حاشیہ یا حدیث نمبر بالکل غلط لکھا۔

③ اشرفی صاحب نے ابو عمر السمرقندی کا نام مکرر گناتے ہوئے دوبارہ اُن کا حوالہ پیش کرتے ہوئے لکھا:

---

[1] فوائد أبي عمر السمرقندي (ص: ٥٦، حاشيه رقم ١٧) مطبوعه دار ابن الجوزي.

[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۳۹)

[3] فوائد أبي عمر السمرقندي (ص: ١٣١، حاشيه تحت الرقم: ٤٣)

''۹۔امام ابی عمر السمر قندی رحمہ اللہ: ''ضعیف'' (فوائد ابی عمر، ص: ۵۹ رقم ۲۲)''[1]

عرض ہے کہ فوائد ابی بکر السمرقندی کے محولہ مقام پر امام ابو عمر السمرقندی نے ایسی کوئی جرح نہیں کی، بلکہ یہ بات بھی فوائد ابی عمر السمرقندی کے محقق ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ کی ہے۔محقق نے لکھا:

''هذا سند حسن لو لا ضعف مؤمل بن إسماعيل''[2]

''یہ سند حسن ہوتی اگر مومل بن اسماعیل کا ضعف نہ ہوتا۔''

اشرفی صاحب نے عصرِ حاضر کے ایک عالم کی بات کو امام ابو عمر السمرقندی کا قول بنا دیا اور لفظ ''ضعف'' کو ''ضعیف'' بنا کر اس میں بھی تحریف کی۔ نیز صفحہ نمبر ۵۰ کو ۵۹ لکھا، البتہ حاشیہ یا حدیث نمبر صحیح لکھا۔

④ اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

''۱۴۔امام حسینی رحمہ اللہ: ''حدث حفظا فغلط'' (من لہ روایہ، رقم ۵۷۴۷)''[3]

عرض ہے یہ ایک خود ساختہ نام ہے۔اس نام کی طرف منسوب ایسی کوئی جرح دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

ابو عمر السمرقندی کا حوالہ مکرر ہے، ایک کا شمار پہلے ہو چکا ہے، یہاں صرف دوسرے کو شمار کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے کل نو (۱۰) حوالے ہوئے۔ اب باقی بچے ۴۰ حوالے۔

4 غیر ناقدین کے حوالے:

اس قسم کے حوالے کل چودہ ہیں۔ ان میں: ①ابن الترکمانی، برقم ۱۹۔

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۳۹)

[2] فوائد أبي عمر السمرقندي (ص: ٥٠ تحت الرقم: ٢٢)

[3] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۰)

② قاسم بن قطلو بغا، برقم: ۲۰۔ ③ زرکلی، برقم: ۲۷۔ ④ مناوی، برقم: ۴۳ ⑤ البانی، برقم: ۱۶۔ ⑥ طارق بن عوض اللہ، برقم: ۳۴۔ ⑦ عبداللہ الدویش، برقم: ۵۷۔ ⑧ ثناء اللہ زاہدی، برقم: ۴۴۔ ⑨ عبدالرحمٰن مبارکپوری، برقم: ۵۰۔ ⑩ عبدالمنان نورپوی، برقم: ۴۷۔ ⑪ مولانا اعظمی، برقم: ۴۵۔ ⑫ شعیب الارناؤوط، برقم: ۴۶۔ ⑬ عبداللہ الرحیلی، برقم: ۴۹۔ ⑭ ابو اسحاق الحوینی، برقم: ۴۸. کے حوالے ہیں۔[1]

عرض ہے کہ اُن میں سے کوئی بھی ناقد امام نہیں ہے، بلکہ ان میں بیشتر تو عصرِ حاضر کے علما ہیں، اس لیے یہ سارے حوالے غیر معتبر ہیں۔ کل تئیس (۲۳) حوالے ہوئے، باقی بچے ۲۶ حوالے۔

5 تفرد کے کلام پر مشتمل حوالے:

اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

۳۰۔ امام جوزی رحمہ اللہ: "تفرد به مؤمل عن الثوري" (العلل المتناهية، رقم: ۳۳۹)

۳۱۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ: "تفرد به مؤمل بن إسماعيل عن الثوري" (أطراف الغرائب، رقم: ۱٤۹۹)

۳۶۔ حافظ ابن ابی الفوارس: "تفرد به مؤمل بن إسماعيل عن سفيان" (البدر المنير: ۷/ ۵۵۳)[2]

ان حوالوں میں کسی روایت میں صرف مومل کا تفرد بیان کیا گیا ہے اور یہ کوئی جرح نہیں ہے۔ دارقطنی کا حوالہ مکرر ہے اور یہاں کا حوالہ پہلے شمار ہو چکا ہے۔ اگلا حوالہ آگے شمار ہوگا۔ کل پچیس (۲۵) حوالے ہوئے، باقی بچے ۲۴ حوالے۔

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۰ تا ۱۴۲)

[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۰ تا ۱۴۱)

6 غیر ثابت حوالے:

اس قسم کے حوالے چار ہیں:

① امام بخاری کی طرف منسوب جرح ''منکر الحدیث'' (برقم: ۲۹)

② زرکشی، انھوں نے امام بخاری کی طرف منسوب غیر ثابت جرح نقل کی ہے۔ (برقم: ۲۸)۔

③ ابن معین سے ابن محرز کی روایت جو ابن معین کے ثقہ شاگردوں کی روایت کے خلاف ہے (برقم: ۱۸)۔

④ ابو زرعہ رازی۔ (برقم: ۲۲)۔[1]

عرض ہے یہ حوالے ثابت ہی نہیں ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے اور ابن معین کا حوالہ مکرر ہے، یہاں کا حوالہ پہلے شمار ہو چکا ہے۔ دوسرا حوالہ آگے شمار ہوگا۔ اس اعتبار سے کل انتیس (۲۹) حوالے ہوئے۔ باقی بچے ۲۱ حوالے۔

7 تضعیف پر دلالت نہ کرنے والے حوالے:

1 اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

۲۵۔ حافظ ابوبکر نیسابوری: ''إن كان مؤمل حفظه فهو غريب''
(السنن الكبرىٰ، رقم: ۷۹۸۳)[2]

یہ تضعیف ہے ہی نہیں، بلکہ اس میں صرف مومل کے حفظ پر شبہہ ہے۔

2 اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

۳۱۔ ابن ابی حاتم: ''و وهم مؤمل في لفظ متن هذا الحديث''

---

① نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۰)

② نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۰)

(علل الحدیث، رقم: ۱۱۱٦)[1]

یہ بھی تضعیف نہیں ہے، بلکہ ایک روایت میں مومل کی تغلیط ہے۔ بعض روایات میں بڑے بڑے ثقہ سے بھی غلطی ہو جاتی ہے اور ائمۂ فن اس کی نشان دہی بھی کرتے ہیں، مگر صرف اس بنا پر کسی راوی کی تضعیف ثابت نہیں ہوتی۔

واضح رہے کہ یہ ابو حاتم ہی کا قول ہے، جسے ان کے بیٹے نے نقل کیا ہے اور ابو حاتم کا الگ سے حوالہ اشرفی صاحب دے چکے ہیں، اس لیے یہ حوالہ مکرر ہے، اس کا شمار پہلے ہو چکا ہے۔ دوسرے کا شمار آگے ہو گا۔

3 اشرفی صاحب لکھتے ہیں:

۳۵۔ ابن ملقن: ”مؤمل بن إسماعيل صدوق وقد تكلم فيه“
(البدر المنير: ٤/ ٦٥٢)[2]

یہ تضعیف نہیں بلکہ توثیق ہے۔ رہی بات ان کے متکلم فیہ ہونے کی تو اس سے کسی کو انکار نہیں، لیکن محض متکلم فیہ ہونے سے کوئی ضعیف نہیں ہو جاتا۔

اس قسم میں ان دو حوالوں کے علاوہ ③ احمد بن حنبل (برقم: ۱۱)۔ ④ ابن معین (برقم: ۱۲)۔ ⑤ سلیمان بن حرب (برقم: ٦، نیز برقم: ۳۰ بنام یعقوب بن سفیان (سلیمان بن حرب کا حوالہ مکرر ہے، ایک کا شمار پہلے ہو چکا ہے، یہاں صرف دوسرے کو شمار کیا گیا ہے) ⑥ دارقطنی، (برقم: ۴)۔ ⑦ ابن قانع (برقم: ۲۴)۔ ⑧ ابن حبان (برقم: ۲٦)۔ ⑨ ہیثمی (برقم: ۳۸) اور ⑩ ابن حجر (برقم: ۵، نیز برقم ۲۱) کے حوالے ہیں (ابن حجر کا حوالہ مکرر ہے، ایک کا شمار پہلے ہو چکا ہے، یہاں صرف دوسرے کو شمار کیا گیا ہے)۔[3]

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۱)
[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۱)
[3] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۳۹۔ ۱۴۱)

ان سارے حوالوں پر تفصیل گزر چکی ہے۔ کل انتالیس (۳۹) حوالے ہوئے۔ باقی بچے ۱۱ حوالے۔

8 معتبر حوالے:

پانچ حوالے: ①ابن سعد (برقم: ۲)۔ ② ابو حاتم (برقم: ۱)۔ ③نصر المروزی (برقم: ۱۰)۔ ④امام ساجی (برقم: ۲۳)۔ ⑤ ابن عمار (برقم: ۱۳)۔

ان تمام حوالوں پر تبصرہ گزر چکا ہے۔ کل اڑتیس (۳۸) حوالے ہوئے۔ باقی بچے ٦ حوالے۔

9 ناقلین:

اس قسم کے حوالے ایسے ہیں، جن میں اشرفی صاحب نے ایسے نام پیش کیے ہیں، جن کا وہ اپنا ذاتی نقد نہیں، بلکہ انھوں نے اپنے سے پہلے ائمہ کے اقوال ہی نقل کیے ہیں، یہ کل چھے حوالے ہیں۔

①امام ذہبی رحمہ اللہ (برقم: ۱۷)۔ ②ابن نجار (برقم: ۳۲)۔ ③امام فاسی رحمہ اللہ (برقم: ۳۳)۔ ④دمیاطی (برقم: ۳۷)۔ ⑤بوصیری (برقم: ۳۹)۔ ⑥ابن الہادی (برقم: ۴۲)۔ چوں کہ یہ تمام حوالے محض نقل پر مبنی ہیں، لہٰذا ان کی کوئی علاحدہ حیثیت نہیں ہے۔

یہ ہے ان پچاس حوالوں کی حقیقت، جن کی بنیاد پر مولانا اشرفی صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے:

> ”اگر عددی طور پر دیکھا جائے تو اٹھارہ (۱۸) محدثین کرام رحمہم اللہ کی تعدیل کے مقابلے میں ہم نے پچاس (۵۰) محدثین کرام رحمہ اللہ سے مؤمل بن اسماعیل پر جرح ثابت کی ہے۔“[1]

---

[1] نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ (ص: ۱۴۴)

قارئینِ کرام! آپ دیکھ چکے ہیں کہ ان پچاس میں سے ایک حوالے کا کوئی نام ونشان ہی نہیں ہے، محض گنتی کر لی ہے۔ چھے حوالوں کا دوبارہ ذکر کر کے انھیں بارہ حوالے بنا دیا ہے۔ چار حوالے اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں۔ چودہ حوالے ناقدین کے بجائے غیر ناقد اہلِ علم کے ہیں، بلکہ اُن میں بھی بیشتر عصرِ حاضر کے علما ہیں۔ باقی غیر ثابت یا غیر متعلق یا ناقلین کے نام ہیں۔ صرف پانچ حوالے معتبر ہیں، جن کا جواب دیا جا چکا ہے۔ ان پانچ کے مقابلے میں ۲۵ اہلِ علم نے مومل بن اسماعیل کی صریح یا ضمنی توثیق کی ہے۔ اس لیے جمہور کے نزدیک بھی یہ ثقہ ہی ہیں۔